عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

مولانا قادر بخش نقشبندی کا سانحہ ارتحال

جلد: ۳۹ | ۲۷ صفر تا ۴ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۳۹

پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اور غیر مسلم دانشوروں کا اعتراف حق

اسلام کی تعلیمات امن و سلامتی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

فجر اور عصر کے وقت قضا نماز کی ادائیگی

س:......کیا فجر اور عصر کی نمازوں کے وقت قضا نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

ج:......جی ہاں! کی جاسکتی ہے۔

س:......کیا جمعے کی نماز میں فرض سے پہلے چار رکعت سنتوں میں صرف کوئی ایک طویل سورت پڑھی جاسکتی ہے، یعنی چار رکعتوں میں صرف ایک ہی سورت پڑھی جائے۔

ج:...... جمعے کی نماز سے پہلے کی چار رکعتیں مسنون ہیں، مگر ہر سنت مؤکدہ کی طرح اس کی بھی چاروں رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سی سورت ملانا واجب ہے۔ آپ کو جو سورتیں یاد ہوں، ان میں پڑھ سکتے ہیں۔

قرآن خوانی کا اجتماع

س:......اگر خاندان کے لوگ باہم جمع ہوکر قرآن خوانی کرائیں تو کیا اس کی اجازت ہے؟

ج:...... جی ہاں! جائز ہے، مگر اس کے لئے اس کا اہتمام ضرور کرلیا جائے کہ اگر برکت کے لئے قرآن خوانی ہو تو خاندان کو متوجہ کرنا درست ہے، لیکن اگر ایصالِ ثواب کی غرض سے قرآن خوانی ہو، تو اس کے لئے اعلان نہ کیا جائے، جو آجائیں یا اپنی مرضی سے قرآن پڑھنا چاہیں تو زیادہ بہتر ہے، ورنہ صرف تکلفاً آنے والوں کے پڑھنے میں اخلاص نہ ہوگا، وہ خدا کے لئے کم اور دکھاوے کے لئے زیادہ ہوگا، جس سے ثواب نہ ہوگا، تو مردے کو ثواب کیونکر پہنچے گا؟ جبکہ برکت والی قرآن خوانی میں برکت مقصود ہوتی ہے اور برکت تو کسی بھی انداز سے پڑھا جائے، حاصل ہوجائے گی۔

نفسیاتی مریض کی طلاق

س:......ایک شخص نفسیاتی مریض ہے، کبھی کبھار ذہنی پریشانی کی وجہ سے اسے دورے بھی پڑتے ہیں، جن میں وہ مغلظات بھی بکتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا اس حالت میں اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے، یعنی تین سے زائد مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کرے تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی؟

ج:...... اگر ایسا شخص ایسی حالت میں مجنونانہ کیفیت میں ہوتا ہے اور اس کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں ہوتے تو اس وقت کی طلاق کا اعتبار نہیں، لیکن اگر وہ ہوش وحواس میں ہوتا ہے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

تمام پریشانیوں کا علاج

تمام پریشانیوں کا علاج یہ ہے کہ آدمی اپنے تمام معاملات کو حق تعالیٰ شانہٗ کے سپرد کردے۔ اور مالک کی طرف سے جو کچھ پیش آئے اس پر دل وجان سے راضی ہو، بس اپنی کوئی رائے اور کوئی خواہش نہ رہے۔ اس کو "تفویض" کہتے ہیں۔

اور اگر آدمی یوں چاہے کہ یوں ہوجائے اور یوں ہوجائے۔ اس کو "تجویز" کہتے ہیں۔ "تجویز" ساری پریشانیوں کی جڑ ہے۔ اور "تفویض" ساری پریشانیوں کا علاج ہے۔

ملفوظ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ہفت روزہ

ختم نبوت

مجلس

جلد:۳۹ ۲۷ صفر المظفر تا ۴ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۲۰ء شمارہ:۳۹

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

چلو، چلو چناب نگر چلو!	۴	اداریہ
اسلام کی تعلیمات امن وسلامتی	۶	مفتی محمد صادق حسین قاسمی
پیغمبر انسانیت ﷺ اور غیر مسلم دانشوروں...	۱۰	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
جھوٹ کی ہلاکت خیزیاں	۱۴	مولانا حافظ زبیر حسن
مرد قلندر حضرت مولانا قادر بخش نقشبندیؒ	۱۶	مفتی ذوالفقار علی
یہ کیسی فحاشی ہے؟	۲۰	مولانا سیّد احمد ومیض ندوی
مرزا قادیانی کا غیر محرم عورتوں سے اختلاط	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(امیر بخش بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(امیر بخش بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

چلو، چلو مسلم کالونی چناب نگر چلو!

ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

۲۲، ۲۳/ اکتوبر بروز ۲۰۲۰ء جمعرات و جمعہ کو حسب روایات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۳۹ ویں آل پاکستان سالانہ دوروزہ ختم نبوت کانفرنس تاریخی شہر چناب نگر کی مسلم کالونی میں واقع عظیم الشان وسیع وعریض مسجد ابوبکر صدیقؓ میں منعقد ہورہی ہے۔ اس کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ وحضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ فرمائیں گے۔ اس کانفرنس کی مختلف نشستوں سے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین قائد جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمٰن، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، فاتح ربوہ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مرکزی راہنما مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا اسماعیل شجاع آبادی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا حفیظ الرحمٰن اور دیگر علماء کرام کے خطاب متوقع ہیں۔ کانفرنس کے اہم موضوعات میں عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ، قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور اس سے بچنے کی تلقین کرنا، قادیانی جماعت کی جانب سے اسلام، مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف مذموم پروپیگنڈا کے سدباب کے لئے تجاویز، قادیانیوں کی جانب سے ''خاتم النبیین'' کی غلط تشریح کا جواب، عقیدۂ حیات ونزول مسیح علیہ السلام، حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری، جھوٹے مدعیان مہدویت کے بارے میں امت مسلمہ کو حقائق سے آگاہ کرنا، مسلمانوں کو سیرت طیبہ پر عمل کرنے کی تلقین کرنا شامل ہیں۔

آیئے ذرا اس کانفرنس کی تاریخی اہمیت کا جائزہ لیتے ہیں۔ عام طور پر ہم جب جھوٹے مدعیان نبوت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ یہ ایسے وقت میں سر اٹھاتے ہیں جب مسلمانوں میں اضطراب ہو اور وہ مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اس اضطراب کو انتشار میں بدل کر یہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے ساتھ ساتھ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تناظر میں جب ہم گزشتہ صدی کے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں بھی یہی صورت نظر آتی ہے کہ مسلمان برصغیر میں اپنی طویل غلامی کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں، ہزاروں علماء کرام تختہ دار پر اس طرح لٹکائے گئے کہ خود برطانوی سامراج کے باضمیر دانشور اس ظلم پر چلا اٹھے مگر ان مظالم میں کمی نہ آئی۔ ایسے وقت میں علمائے کرام اور اکابر امت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت حافظ ضامن شہیدؒ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان کرکے شاملی کے میدان میں مجاہدین کو اتارا، جس میں ابتدائی طور پر ظاہری شکست ہوئی مگر تحریک آزادی کی روح مسلمانوں کے دلوں میں پھوٹ اٹھی۔ اس تحریک کو کچلنے کے لئے عسکری قوت کے ساتھ انگریزی حکومت نے پادریوں کے غول کے غول برصغیر میں بھیج دیئے، جس کو علماء حق نے ناکام بنادیا۔ اس راستہ سے مایوس ہوکر انگریز مفکروں نے جھوٹے مدعی نبوت کا شوشہ چھوڑ کر مسلمانوں میں

اندرونی انتشار کو ہوا دینے اور ایک دوسرے سے لڑانے کی کوشش کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کو پہلے مناظر اسلام کے طور پر مشہور کر کے مسلمانوں کے ایک حلقے کی ہمدردی اور عقیدت کا محور بنایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے ملہم من اللہ‘ مجدد‘ اور پھر مسیح موعود اور آخرکار جھوٹے مدعی نبوت کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ علماٗ لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں آنجہانی ہوا تو اپنے پیچھے پیروکاروں کی ایک جماعت کو چھوڑ گیا جس کا پہلا خلیفہ حکیم نورالدین تھا‘ اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ بنا اس نے جھوٹ کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مہم بہت تیزی کے ساتھ شروع کی۔ انگریز حکومت کی سرپرستی نے ان کو بہت زیادہ جری بنا دیا اور وہ قادیان کے علاوہ کشمیر اور دیگر مقامات پر بھی مسلمانوں کے پیچھے پڑ گئے‘ ایسی صورت میں محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ تشویش ہوئی اور انہوں نے لاہور میں پانچ سو علماٗ کرام کو جمع کر کے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ’’امیر شریعت‘‘ کا خطاب دے کر خود بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور علماٗ سے بھی بیعت کرائی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فوری طور پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا تعاقب شروع کر دیا۔ قادیانیوں نے انگریز حکومت کے ذریعہ ان علماٗ کرام پر جیلوں کے دروازے کھول دیئے‘ مقدمات کی بھرمار ہوگئی لیکن علماء کرام قربانیوں کے سلسلے کو دراز کرتے ہوئے اپنے مشن میں مصروف رہے اور ۱۹۳۱ء میں قادیان میں باقاعدہ کانفرنس کی اجازت نہ ملنے کے بعد قادیان سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کانفرنس کا انعقاد کیا، جس میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی۔ ۱۹۳۲ء میں دوبارہ اسی جگہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان تک اسی طرح جاری رہا۔ قیام پاکستان کے بعد ظفر اللہ قادیانی کی کوششوں سے قادیانیوں نے چنیوٹ سے متصل دریا کے پار ایک بہت بڑا قطعہ اراضی خرید کر اسے ربوہ کا نام دیا اور قادیانیوں کو وہاں بسانا شروع کر دیا۔ یہاں پر انہوں نے سالانہ جلسہ شروع کر کے اس جلسے کو حج کا نام دیا، جس میں ہر جگہ سے قادیانی جمع ہوتے تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام ۱۹۴۹ء میں عمل میں لایا گیا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے بھی قادیانیوں کے سالانہ جلسے کے ایام میں چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد شروع کر دیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے‘ ظفر اللہ قادیانی کو برطرف کرنے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے مطالبہ کے ساتھ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ دس ہزار نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا‘ ایک لاکھ سے زائد علماٗ کرام اور جاں نثارانِ ختم نبوت جیلوں میں ٹھونسے گئے‘ حکومت نے لاہور میں مارشل لاء لگایا اور تحریک کو دبانے کی بھرپور کوشش کی‘ بالآخر ظفر اللہ قادیانی برطرف ہوا۔ دیگر مطالبات التوا میں ڈال دیئے گئے۔ ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کے ساتھ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر وہ اندوہناک سانحہ پیش آیا جو بالآخر قومی اسمبلی کی جانب سے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے فیصلے پر منتج ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کے حوالے سے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کی قیادت میں پھر تحریک چلی، جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا اور قادیانیوں کی سالانہ کانفرنس پر پابندی عائد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کی اجازت مل چکی تھی، اس لئے ختم نبوت کانفرنس باقاعدگی کے ساتھ قادیانیوں کے مرکز چناب نگر میں منعقد ہونے لگی۔ اس طرح یہ کانفرنس ۱۹۳۱ء میں قادیان کے مضافات میں منعقد ہونے والی کانفرنس کا تسلسل ہے۔ اس کانفرنس میں امسال بھی پاکستان بھر کے مختلف شہروں سے ہزاروں کی تعداد میں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدۂ ختم نبوت کے محافظین اور ناموس رسالتؐ کے پاسبان شریک ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی لازوال محبت اور دلی وابستگی کا ثبوت دیں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام کی تعلیماتِ امن وسلامتی

مفتی محمد صادق حسین قاسمی

اسلام دینِ رحمت اور مذہبِ امن ومحبت ہے۔ جب اس روئے زمین پر ہر طرف ظلم وستم کا دور دورہ تھا، انسانیت ناانصافی اور حقوق سے محرومی کی زندگی گزار رہی تھی، زبردست قسم کے لوگ زیردستوں پر، کمزوروں اور مجبوروں پر عرصۂ حیات تنگ کر رہے، قتل وخون ریزی، فتنہ وفساد، تشدد و بدامنی اور انتقام و جنگ و جدال کا خوف ناک ماحول دنیا میں چھایا ہوا تھا، ایسے پُر خطر حالات میں اسلام انسانیت کے لئے امن ومحبت کی پیاری تعلیمات لے کر آیا اور پیغمبر اسلام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن ومحبت کے سائبان تلے انسانیت کو سکون وراحت کی بیش بہا دولت عطا کی اور نفرتوں کے ماحول کو ختم کیا، عداوتوں سے سینوں کو پاک کیا، ظلم وستم سے انسانوں کو باز رکھا، ناانصافی اور زیادتی سے منع کیا، محروموں کو حقوق دلائے، ڈرے سہمے ہوؤں کو امن و اطمینان عطا کیا، کمزوروں اور ستم رسیدوں کی مدد کی، مجبوروں اور بے کسوں کی دست گیری کی اور قیامت تک آنے والی انسانیت کو امن ومحبت کی نرالی، پیاری اور انوکھی تعلیمات سے سرفراز کیا۔

انسانیت پر اسلام اور پیغمبر اسلام کے جہاں بے شمار اور لاتعداد احسانات ہیں وہیں ایک بڑا احسان یہ بھی ہے کہ اس کائنات کو امن ومحبت کا گہوارہ بنایا اور انسانوں کے دلوں میں محبت اور پیار، امن وآشتی کے جذبات کو پروان چڑھایا، اور ایک دوسرے کو امن وآشتی کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی، امن کی فضا کو سازگار رکھنے کی تعلیم اور بدامنی کے خاتمہ کے لئے تمام تر تدبیریں اور طریقۂ کار بتلائے، اور ماحول ومعاشرہ کو پرسکون بنائے رکھنے، انسانوں کو راحت واطمینان پہنچانے اور امن وسلامتی کو پھیلانے کی ہدایات سے نوازا۔

امن وامان کا مفہوم:

ایک خوشگوار اور کامیاب معاشرہ کے لئے امن واطمینان انتہائی ضروری ہے ورنہ اس کے بغیر زندگی کا سکون اور معاشرتی راحت حاصل نہیں ہوسکتی؛ اس لئے اسلام نے انسانوں کو ہر شعبۂ زندگی میں امن قائم کرنے اور عدل وانصاف سے کام لینے کا حکم دیا، امن کا مطالبہ صرف میدانِ جنگ تک محدود نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: مختلف ڈکشنریوں اور انسائیکلو پیڈیا ز کی روشنی میں امن کا مفہوم یوں متعین کیا جاسکتا ہے: ’’آسودگی ٔ قلب، داخلی اطمینان وسکون، ہیجانی کیفیات سے نجات حاصل کرنا، معاشرتی اعتبار سے باہمی تعاون و اشتراک، سازگاری کی عمومی فضاء، حقوق وفرائض کی متوازن ادائیگی اور معاشرتی حسن وخوبی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔‘‘ یوں امن عالم (جس کا تصور اسلام نے دیا ہے) صرف جنگ وقتال کی عدم موجودگی ہی کا نام نہیں رہ جاتا بلکہ یہ انسان کی انفرادی معاشرتی، مذہبی واخلاقی اور بین الاقوامی زندگی میں اطمینان اور بے خوفی کے وسیع مفہوم کو سمیٹے ہوئے ہیں اور اس مثالی کیفیت کا نام ہے جہاں زندگی کے تمام شعبے شاہراہِ ترقی پر اندیشۂ رہزنی کے بغیر سفر کرتے ہیں۔ (پیغمبر امن: ۸)

اسلام امن وسلامتی کا ضامن:

اسلام انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا ضامن ہے اور اسلام کی تمام تعلیمات بھی خود امن کی تعلیمات اور سلامتی کی ہدایات پر مشتمل ہے۔ اسلام جس کا مصدر ’’س، لام، م، (سلم)‘‘ ہے کی تعریف میں لسان العرب میں لکھا ہے: سلم: السلام والسلامہ: البراء. وقال ابن الاعرابی: السلام العافی. وقال ابو الهيثم: السلام والتحی معناهما واحد، و معناهما السلام من جميع الآفات. والاسلام والاستسلام الانقياد۔ کہ سلم سے السلام اور السلامہ ہے، جس کے معنی بری ہونا ہے۔ ابن اعرابی کہتے ہیں کہ السلامہ کا معنی عافیت ہے۔ ابوالہیثم کہتے ہیں: اسلام اور تحیا ہم معنی ہیں اور السلام کا معنی تمام آفتوں سے محفوظ رہنا ہے۔ اسلام اور استسلام کے معنی اللہ تعالی کے حکموں کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہے۔

(پیغمبر امن حضرت محمد: ۱۸۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: اسلم تسلم۔ (بخاری:۶) کہ اسلام لے آؤ، امن وامان میں آجاؤ گے۔

نبی کریم ﷺ پیغمبر امن:

نبی کریم ﷺ کی آمد سارے انسانوں کے لئے رحمت بن کر ہوئی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بعثت کو ساری انسانیت کے لئے رحمت قرار دیتے ہوئے فرمایا: ”وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین“ (الانبیاء) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے فرمایا کہ جو آپ پر ایمان لائے اس کے لئے دنیا وآخرت میں پوری رحمت ہوگی، اور جو ایمان نہ لائے وہ بھی ان عذابوں سے مامون ہوں گے جو پہلی قوموں پر آئے جیسے زمین میں دھنسادیا جانا، چہرہ کا مسخ ہو جانا وغیرہ۔ (الدرالمنثور) اور آپ ﷺ نے اپنے دور آخر میں خطبۂ حجۃ الوداع میں انسانوں کو جو ایک جامع منشور اور مکمل دستور عنایت فرمایا، اس میں حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں بڑی تاکیدی ہدایات اور تعلیمات عنایت فرمائی۔ آپ ﷺ کی تعلیماتِ رحمت سے دنیا کی ہر مخلوق نے فیض پایا اور ہر ایک کو ان کے حقوق ملے۔ نبی ﷺ نے دنیا کے ہر طبقہ کو ظلم سے نجات دلائی، خوف ودہشت سے امان عطا کی، لٹے ہوؤں کو ٹھکانہ دیا اور ہر فردِ بشر کے ساتھ محبت وہمدردی کے ساتھ پیش آنے کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ کی بعثت سے نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا کے مظلوموں، ستم رسیدوں اور حالات کے ماروں کو جو امن وامان ملا اور راحت ونصیب ہوئی یقیناً یہ آپ ﷺ کا ساری دنیا پر ایک ایسا عظیم احسان ہے کہ جس کا بدلہ پوری انسانیت بھی نہیں ادا کرسکتی۔ آپ نے زندہ درگور ہونے والی بچیوں کو بچایا، عورتوں کو ظلم وستم سے نکالا، غلاموں کو تشدد وزیادتی سے چھٹکارہ دلایا، یتیموں، بیواؤں، مزدوروں بلکہ جانوروں تک کو ان کے حقوق دلائے اور امن وامان عطا کیا۔

حِلف الفضول قیامِ امن کا عظیم کارنامہ:

نبی کریم ﷺ نے آغازِ وحی سے پہلے ہی امن وامان کے نظام کو قائم کرنے کی پوری کوشش کی اور انسانوں کو ظلم وجور سے بچانے کے لئے اپنی فکروں کو لگایا۔ سیرتِ رسول ﷺ کا ایک عظیم واقعہ جو پہلی مرتبہ عرب کی سرزمین میں قیام امن کے لئے پیش آیا جسے تاریخ ”حلف الفضول“ کے نام سے جانتی ہے۔ اس کو ملاحظہ کیجئے: زبید کا ایک شخص مکہ میں کچھ سامان تجارت لے کر آیا اور قریش کے ایک سردار عاص بن وائل نے یہ سب سامان خرید لیا؛ لیکن اس کا حق اس کو نہیں دیا، زبیدی نے سردارانِ قریش کی حمایت حاصل کرنا چاہی؛ لیکن عاص بن وائل کی حیثیت ووجاہت کی وجہ سے انہوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور اس کو سخت وسست کہہ کر واپس کر دیا، اب زبیدی نے اہل مکہ سے فریاد کی اور ہر باحوصلہ، صاحبِ ہمت اور حق وانصاف کے حامی شخص سے جو اسے مل سکا شکایت کی، آخر کار فضل نامی چند لوگوں میں غیرت نے جوش کیا اور یہ سب عبداللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے، انہوں نے ان سب کی دعوت وضیافت کی، اس کے بعد انہوں نے اللہ کے نام پر عہد وپیمان کیا کہ وہ سب ظالم کے مقابلہ اور مظلوم کی حمایت میں ایک ہاتھ کی طرح رہیں گے اور کام کریں گے، جب تک ظالم مظلوم کا حق نہ دے دے، قریش نے اس معاہدہ کا نام ”حلف الفضول“ یعنی فضول فضل نامی چند لوگوں کا معاہدہ رکھا، اور سب مل کر عاص بن وائل کے پاس گئے اور زبیدی کا سامان واسباب ان سے زبردستی زبیدی کو واپس کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدہ سے بہت خوش تھے، اور بعثت کے بعد بھی آپ نے اس کی تعریف وتحسین کی اور فرمایا کہ میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدہ میں شریک تھا، جس میں اگر اس کے نام پر اسلام کے بعد بھی مجھے بلایا جائے تو میں اس کی تکمیل کے لئے تیار ہوں، انہوں نے اس پر یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ حق حقدار تک پہنچائیں گے اور یہ کہ کوئی ظالم مظلوم پر غلبہ نہ حاصل کر سکے گا۔ (نبی رحمت) ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب فرماتے ہیں: حلف گیری کے ابتدائی جلسے میں اس ہونہار نوعمر نے باوجود کم سنی کے بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیا تھا، جسے کچھ دنوں بعد دنیا پیغمبر اسلام کے محترم نام سے جاننے لگی۔ اس حلف الفضول میں ایک رضا کار جماعت شریک ہوئی، جس کا مقصد حدودِ شہر میں مظلوم کی، خواہ وہ شہری ہو یا کہ اجنبی، مدد کرنا اور اس وقت تک چین نہ لینا تھا جب تک ظالم حق رسائی نہ کرے۔

(عہدِ نبوی میں نظامِ حکمرانی)

امن کی تعلیمات:

آپ ﷺ جو دین لے کر مبعوث ہوئے وہ دینِ رحمت ہے، جس میں ساری انسانیت کے لئے امن وعافیت کا پیغام ہے، اسلام کے سایہ میں نہ صرف انسانوں کو آرام وسکون نصیب ہوا؛ بلکہ جانور بھی اسلام کے سایہ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ومامون ہوگئے؛ کیوں کہ اسلام نے پورے

اہتمام کے ساتھ ہر طرح کی ایذا رسانی پر نہ صرف پابندی لگا دی بلکہ کسی کو بھی تکلیف پہونچانا حرام قرار دیا اور کمال ایمان کی علامت یہ بتائی کہ زبان اور ہاتھ کی ایذا رسانی سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ (بخاری) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اس کا خوب اہتمام بھی کر کے دکھایا کہ کسی انسان و جاندار کو بھی تکلیف نہ پہنچے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے علاوہ عام انسانوں اور غیر مسلموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: ''الا من ظلم معاھدا آو انتقصہ آو کلفہ فوق طاقتہ آو اخذ منہ شیئا بغیر طیب نفس فانا حجیجہ یو م القیامۃ۔ (ابوداؤد) خبردار! جس کسی نے کسی معاہد پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو قیامت کے روز میں اس کی طرف سے جھگڑوں گا۔ اس ارشاد میں آپ ﷺ نے گویا ایک اصول پیش کیا کہ کبھی اور کسی دور میں کسی بھی اقلیتی فرد پر کسی طرح کا ظلم نہ کیا جائے، اس کی حیثیت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے اور اس کی کسی بھی چیز کو اس کی خوشی اور مرضی کے بغیر حاصل نہ کرے، ورنہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مسلمان کے خلاف اس فرد کی حمایت میں اللہ کے بارگاہ میں مقدمہ دائر کریں گے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: ''من قتل معاھدا لم یرح رائحۃ الجنۃ وان ریحھا توجد من مسیر اربعین عاما۔'' (بخاری) جس کسی نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا؛ جب کہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔

معافی وامن کا عمومی فیضان:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے امن واماں کا ایسا بہترین نمونہ بھی انسانیت کے سامنے پیش کیا کہ جس کا تذکرہ بھی ایمانی حرارتوں میں اضافہ کا ذریعہ ہے۔ چناں چہ سیرت رسول سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ مکہ مکرمہ کا تیرہ سالہ دور نبوت مسلمانوں کے لئے جس قدر جاں گسل اور صبر آزما تھا، آلام ومصائب کے پہاڑ توڑے گئے، ایمان والوں کے حوصلے پست کرنے اور دین سے برگشتہ کرنے کے لئے کوئی تدبیر نہیں چھوڑی، مکہ کی اکثریت مسلمانوں کی اس اقلیت پر ظلم وستم کرتی رہی، حالات بدلے اور مکہ مکرمہ سے نکالے جانے والے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح وکامرانی کے ساتھ مکہ میں پوری شان وشوکت کے ساتھ داخل ہونے کا موقع عنایت فرمایا، فتح مکہ کے تاریخی دن جب مسلمان مکہ میں داخل ہونے لگے تو جہاں ایک طرف مسلمان خوشی و مسرت سے سرشار اور فتح وکامرانی کے جذبات سے معمور تھے وہیں مکہ کے باشندے اور دشمنان نبی وصحابہؓ پریشان تھے کہ اب نہ جانے کیا معاملہ اور سلوک ہوگا؟ اور ظلم وستم کے بدلے نا جانے کس انداز میں پورے کیے جائیں گے؟ مسلمانوں کا قافلہ مکہ میں داخل ہوا، انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ میں تھا، انھوں نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا: ''الیوم یوم الملحمۃ'' آج لڑائی کا دن ہے، آپ کو معلوم ہوا تو آپ ناراض ہوگئے اور ابوسفیان سے فرمایا: ''الیوم یوم المرحمۃ'' آج رحمت کے عام کرنے کا دن ہے۔ (فتح الباری)

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مخالفین سے پوچھا کہ بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ تو انھوں نے کہا جیسے حضرت یوسف نے اپنے خطا کار بھائیوں کے ساتھ برتاؤ کیا تھا آپ سے بھی ہمیں وہی توقع ہے، اس جواب پر آپ ﷺ نے وہی جملہ ارشاد فرمایا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا تھا کہ: ''لا تثریب علیکم الیوم، اذھبوا فانتم الطلقاء'' (السنن الکبری للنسائی) یعنی تم سے آج کوئی پوچھ گچھ نہیں تم سب آزاد ہو اور پھر اس کے بعد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا عجیب اعلان فرمایا کہ: ''من دخل دار ابی سفیان فھو آمن، ومن اغلق بابہ فھو آمن۔'' (ابوداؤد) جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ مامون ہے، جو اپنے گھر کا دروازہ لگا لے وہ بھی مامون ہے۔

امن واماں کا اجازت نامہ:

مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد آپ ﷺ نے باضابطہ ایک تحریری معاہدہ کیا اور ایک دستور مرتب فرمایا، معاہدہ اگر چہ بنیادی طور پر انصار کے بڑے قبائل اوس وخزرج کے ساتھ تھا؛ مگر اس میں مدینہ منورہ کے یہودیوں اور ان کے تین بڑے قبیلوں بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع بھی شامل کیا گیا۔ یہ دستور مسلم ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق واختیارات اور فرائض وواجبات کی اساس اور بنیاد ہے۔ اس دستور سے متعلق مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ رقم طراز ہیں: اس تحریری دستاویز سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کو امن اور جنگ دونوں حالتوں میں مساوی حقوق اور برابری

کا درجہ دیا گیا ہے، انہیں اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی ہے، عہد شکنی اور وعدہ خلافی یکساں طور پر سب کے لئے ناقابل معافی جرم قرار دیا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں اسلامی ریاست کی حدود میں جان و مال اور عزت و آبرو کی مکمل حفاظت کی ضمانت دی گئی۔ (انسانی حقوق اور اسلام) ابن ہشام نے اس معاہدہ کے ۳۷ اصول کو اپنی مایہ ناز تصنیف سیرت النبی المعروف ''سیرت ابن ہشام'' میں ذکر کیا ہے۔

موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داری:

اسلام نے امن و امان کا جو تصور دیا ہے اور اس کے متعلق جو ہدایات اور تعلیمات دی ہیں اس کی نظیر دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتی اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے عملی طور پر امن و امان کا نمونہ بھی انسانوں کے سامنے پیش کیا اور ہر شعبہ سے متعلق واضح ارشادات سے نوازا ہے۔ خوش خلقی، ایثار و وفاداری، انسانی ہمدردی، انسانیت نوازی، عفو و درگزر، صلہ رحمی و حسن سلوک وغیرہ بے شمار قیمتی اور عظیم الشان تعلیمات سے اس امت کو نواز کر امن عالم کی ذمہ داری اس کے کاندھوں پر ڈالی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اسلام ہی نے دنیا میں امن و امان کو قائم کیا اور اس کے ماننے والے ہی پوری دنیا میں پیکرِ امن و محبت بن کر رہے۔ آج بھی ضرورت ہے اسلام کی جو تعلیماتِ امن و محبت ہیں ان کو عام کیا جائے۔ اسوۂ نبوی کی روشنی میں انسانوں کو امن و محبت کی ٹھنڈی چھاؤں میں جگہ دی جائے۔

آج پوری دنیا بدامنی اور خوف و ہراس کے تاریک ماحول سے لرز رہی ہے، اور ہر طرف ظلم و ستم کا المناک دور چل رہا ہے، انسان دامنِ امن کی تلاش میں پریشان ہیں۔ ایسے بدامنی، خون ریزی، قتل و غارت گری، لوٹ کھسوٹ، دھوکہ دہی کے ماحول میں حقوق سے محروم اور ظلم و تشدد سے بدحال انسانوں کو سایۂ امن عطا کرنے اور عدل و انصاف کو پھیلانے کے لئے مسلمان کمر بستہ ہوجائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلف الفضول والا عظیم واقعہ ایک بے مثال نمونہ ہے کہ ہر ظلم کے خلاف متحدہ آواز بلند کی جائے، ناانصافی کے خاتمہ اور مظلوموں کی حمایت کے لئے تفریقِ مذہب و ملت کو مٹا کر صدائے انقلاب بلند کی جائے۔ اسلام اور مسلمانوں کو جو دہشت گرد اور تشدد پسند کے طور پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ایسے نفرت انگیز ماحول میں بہت ضرورت ہے اسلام کے نظامِ امن و امان اور محبت و الفت کو عام کیا جائے، اور برادرانِ وطن کے ساتھ خوش اخلاقی، ملنساری، ایثار و ہمدردی کا معاملہ کیا جائے۔ آخر میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی یہ فکر انگیز تحریر ملاحظہ فرمایئے: خلاصہ یہ ہے کہ سید الانبیاء فداہ ابی وامی پورے عالمِ اسلام کے لئے پیغمبر امن و امان اور سلامتی و راحت بن کر تشریف لائے تھے۔ جس وقت تک دنیا نے آپ ﷺ کے پروگرام پر عمل کیا، امن و چین کا دور دورہ رہا، جب چھوڑ دیا تو فتنہ و فساد، ظلم و جور اور طرح طرح کے جرائم پھوٹ پڑے۔ دنیا نے امن و مان اور عدل و انصاف قائم کرنے اور انسدادِ جرائم کے لئے سینکڑوں مختلف قسم کے نظام چلا کر دیکھ لئے اور نتیجہ سب کے سامنے یہ آیا کہ جوں جوں یہ نظام بڑھے، جرائم کا طوفان بڑھا، انصاف رخصت ہوا، امن و اطمینان کا کہیں نام نہ رہا۔ اب ذرا اس میدان میں آگے بڑھنے کے بجائے کچھ پیچھے ہٹ کر دیکھیں او رسرور کائنات ﷺ کے دیے ہوئے نظام کو زیادہ نہیں تو کچھ عرصہ ہی کے لئے امتحان ہی کے طور پر سہی آزما کر دیکھیں اور پھر اس کا مشاہدہ کریں کہ دنیا کا امن و امان، راحت و سلامتی، صرف پیغمبر امن و سلامتی رسول ﷺ ہی کے قدموں سے وابستہ ہے۔ (رسول اکرم: پیغمبر امن وسلامتی) ☆☆

جناب منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر جناب منظور احمد میو راجپوت کے برادر خورد محمد رمضان میو راجپوت ۵۵ سال کی عمر میں گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ دین کے پکے سچے داعی اور تبلیغی جماعت سے وابستہ تھے۔ مرحوم کچھ عرصہ سے صاحبِ فراش تھے، علاج معالجہ جاری تھا کہ وقت موعود آن پہنچا اور وہ پورے خاندان کو رنج و غم میں چھوڑ کر آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ منظور احمد میو و دیگر برادران اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، حاجی عبداللطیف، محمد وسیم غزالی کے علاوہ علماء کرام و کارکنان ختم نبوت نے منظور احمد میو سے دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ قارئین سے درخواست ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

پیغمبرِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور غیر مسلم دانشوروں کا اعترافِ حق

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

تاریخ شاہد ہے کہ صفحۂ گیتی پر تخلیق نوع انسانی کے بعد سے آج تک بے شمار علمی، سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیات رونق افروز ہوئیں، جن میں سر فہرست انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے، حکما وفلاسفہ پیدا ہوئے، فصاحت وبلاغت کے امام آئے، قانون وطب کے ماہرین قدم رنجہ ہوئے؛ مگر ان تمام شخصیات میں جو قدر ومنزلت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آئی اور جو فدائیت و جاں نثاری آپ کے اصحاب و نام لیواؤں نے دکھائی، کسی اور کو یہ اعزاز حاصل نہ ہوسکا۔ آپ کی ذات اقدس کے اس پہلو کی جانب اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم نے کہا:

دشت میں، دامنِ کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ دیکھے

یہاں اس حقیقت کا اعتراف بھی ضروری ہے کہ آپ کی عظمت ورفعت کے ترانے صرف اپنوں نے نہیں گائے؛ بل کہ بیگانے بھی آپ کی تعریف میں رطب اللساں رہے اور آج تک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شخصیت، آپ کے اخلاق حمیدہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقی تعلیمات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی اور تاریخی عظمت، ایسے روشن حقائق ہیں جن کے ادراک کے بعد کوئی غیر مسلم بھی تعصب وعناد کے خول میں زیادہ دیر تک بند نہیں رہ سکتا۔ آپ کی سچائی اور صداقت کا اقرار، آپ کی دیانت وپاک دامنی کا اعتراف صرف عربوں تک محدود نہیں رہا؛ بلکہ ساری دنیا کے دانشور ومفکرین جو تعلیمات اسلام کے منکر ہیں، وہ بھی آپ کے مقام ومرتبے کے قائل اور آپ کی تعریف وتوصیف پر مجبور ہیں، کارلائل، نپولین، ٹالسائی، گوئٹے، لینن پول اور دیگر بے شمار ہندو پنڈت و دانشور آپ کی مدح سرائی کرتے نظر آتے ہیں۔ اغیار، ایسی شہادتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی دیتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آج تک دیتے چلے آرہے ہیں۔

سردار قریش اور قیصرِ روم کے درمیان دلچسپ مکالمہ:

اس حوالے سے آپ کی حیات طیبہ ہی میں قیصر روم اور حضرت ابوسفیان (جو ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے) کے مابین جو مکالمہ ہوا وہ کافی دلچسپ، ایمان افروز اور چشم کشا ہے۔ اس پر غور کریں تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ ہرقل نے ابوسفیان سے بالکل اسی انداز میں جرح کی جیسے وکلاء بحث و جرح کرتے ہوئے حقائق کو واضح کرنے کی غرض سے سوالات کرتے ہیں اور بات اس انداز سے کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ غیر جانبدار افراد کے لئے حق کو پہچان لینا آسان و سہل ہوجاتا ہے۔ ابوسفیان سے ہرقل نے جس گہرائی کے ساتھ سوالات کیے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بڑے پایہ کا عالم تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخرالزمان کی حیثیت سے پہچان چکا تھا، بعد از قبول اسلام حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کا ایک قول ملتا ہے کہ خدا کی قسم اس مکالمہ کے دوران کئی بار میرا جی چاہا کہ میں جھوٹ بول دوں؛ اس لئے کہ قیصر کے سوالات مجھے گھیرتے چلے جارہے تھے اور میں محسوس کررہا تھا کہ میرے پاؤں تلے سے زمین کھسک رہی ہے؛ لیکن میں نے سوچا کہ میرے ساتھی کیا کہیں گے کہ قریش کا اتنا بڑا سردار جھوٹ بول رہا ہے؛ چنانچہ میں جھوٹ نہیں بول سکا۔ دونوں سرداروں کے مابین ہونے والے مکالمے کی تفصیل درج ذیل ہے:

قیصر: مدعیٔ نبوت کا خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان: شریف ہے۔

قیصر: اس خاندان میں کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: اس خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

ابوسفیان: نہیں!

قیصر: جن لوگوں نے یہ مذہب قبول کیا ہے، وہ کمزور لوگ ہیں یا صاحبِ اثر؟

ابوسفیان: کمزور لوگ ہیں۔

قیصر: اس کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے جارہے ہیں؟

ابوسفیان: بڑھتے جارہے ہیں۔

قیصر: کبھی تم لوگوں کو اس کی نسبت جھوٹ کا بھی تجربہ ہوا ہے؟

ابوسفیان: نہیں!

قیصر: وہ کبھی عہد و اقرار کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے؟

ابوسفیان: ابھی تک تو نہیں کی؛ لیکن اب جو نیا معاہدۂ صلح ہے اس میں دیکھیں کہ وہ عہد پر قائم رہتا ہے یا نہیں؟

قیصر: تم لوگوں نے اس سے کبھی جنگ کی؟

ابوسفیان: ہاں!

قیصر: نتیجۂ جنگ کیا رہا؟

ابوسفیان: کبھی ہم غالب آئے اور کبھی وہ۔

قیصر: وہ کیا سکھاتا ہے؟

ابوسفیان: کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو، کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ، نماز پڑھو، پاکدامنی اختیار کرو، سچ بولو اور صلہ رحمی کرو!

علامہ شبلیؒ لکھتے ہیں کہ اس مکالمہ کے بعد قیصر نے مترجم کے ذریعہ یہ تبصرہ کیا:

”تم نے اس کو شریف النسب بتایا، پیغمبر اچھے خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ تم نے کہا کہ اس کے خاندان سے کسی اور نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ نہ تھا، اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس کو بادشاہت کی ہوس ہے۔ تم مانتے ہو کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، جو شخص آدمیوں سے جھوٹ نہیں بولتا، وہ خدا پر کیوں کر جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ کمزوروں نے اس کی پیروی کی ہے تو پیغمبر کے ابتدائی پیرو ہمیشہ غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔ تم نے تسلیم کیا کہ اس کا مذہب ترقی کرتا جاتا ہے، سچے مذہب کا یہی حال ہے کہ بڑھتا جاتا ہے۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اس نے کبھی فریب نہیں کیا، پیغمبر کبھی فریب نہیں کرتے۔ تم کہتے ہو کہ وہ نماز اور تقویٰ وعفاف کی ہدایت کرتا ہے، اگر یہ سچ ہے تو میری قدم گاہ تک اس کا قبضہ ہو جائے گا۔ مجھے یہ ضرور خیال تھا کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے؛ لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ عرب میں پیدا ہوگا۔ اگر میں وہاں جاسکتا تو خود اس کے پاؤں دھوتا۔“ (سیرت النبی)

ایک مسلمان کے نزدیک قرآنِ پاک اور احادیث نبویہ کی موجودگی میں اغیار کے اقوال و آراء کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ ہی سیرتِ رسول مقبول ان تائیدات و اقتباسات کی چنداں محتاج ہے؛ لیکن تبلیغی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ان آراء کی افادیت کسی نہ کسی درجہ میں قابل تسلیم ہے۔ وہ لوگ جو اسلام پر ایمان نہیں رکھتے، قرآنِ کریم پر جن کا یقین نہیں، احادیث مبارکہ کو وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے، ان لوگوں کو ان ہی کے ہم مذہب، ہم قوم اور ہم عقیدہ دانشوروں کے بعض اقوال و تحریرات کے ذریعہ قائل کیا جاسکتا ہے یا کم از کم ان کی منافقت و تضاد بیانی کو منظر عام پر لایا جاسکتا ہے۔ ذیل میں صرف اسی مقصد سے چند غیر مسلم دانشوروں اور ہندو پنڈتوں کے اقوال درج کیے جارہے ہیں۔

بعض غیر مسلم دانشوروں کی آراء:

مائیکل ہارٹ نامی ایک یہودی مصنف نے ”۱۰۰ عظیم آدمی“ نامی ایک کتاب لکھی ہے: جس پر اس نے (۲۸) سال تحقیق کی اور دنیا کی تاریخ میں اپنے دیرپا نقوش چھوڑنے والی ۱۰۰ اہم ترین، قد آور شخصیات کے بارے میں بنیادی معلومات لکھ کر اپنا تجزیہ تحریر کیا ہے۔ یہودی ہونے کے باوجود اس نے ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام ان تمام اہم ترین شخصیات میں سر فہرست رکھا۔ (اگرچہ اس کے مندرجات سے اسلامی نقطۂ نظر سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ اشتیاق) اور مضمون کا آغاز ان الفاظ میں کیا:

”ممکن ہے کہ انتہائی مؤثر کن شخصیات کی فہرست میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شمار سب سے پہلے کرنے پر چند احباب کو حیرت ہو اور کچھ معترض بھی ہوں؛ لیکن یہ واحد تاریخی ہستی ہے جو مذہبی اور دنیاوی دونوں محاذوں پر برابر طور پر کامیاب رہی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عاجزانہ طور پر اپنی مساعی کا آغاز کیا اور دنیا کے عظیم مذاہب میں سے ایک مذہب کی بنیاد رکھی اور اسے پھیلایا۔ وہ ایک انتہائی مؤثر سیاسی رہنما بھی ثابت ہوئے۔ آج تیرہ سو برس گزرنے کے باوجود ان کے اثرات انسانوں پر ہنوز مسلم اور گہرے ہیں۔“

(سو عظیم آدمی: مائیکل ہارٹ، مترجم محمد عاصم بٹ، ص ۲۵)

نامور فاتح یورپ نپولین بونا پارٹ کا قول ہے:

”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم امن اور سلامتی کے ایک عظیم شہزادہ تھے۔آپ نے اپنی عظیم شخصیت سے اپنے فدائیوں کو اپنے گرد جمع کیا۔ صرف چند سالوں میں مسلمانوں نے آدھی دنیا فتح کر لی۔جھوٹے خداؤں کے پجاریوں کو مسلمانوں نے اسلام کا حلقہ بگوش بنالیا۔بت پرستی کا خاتمہ کردیا۔کفار اور مشرکین کے بت کدوں کو پندرہ سال کے عرصے میں ختم کر کے رکھ دیا۔موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے پیروؤں کو بھی اتنی سعادت حاصل نہ ہوسکی۔یہ حقیقت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے اور عظیم انسان تھے۔اس قدر عظیم انقلاب کے بعد اگر کوئی دوسرا ہوتا تو خدائی کا دعویٰ کر دیتا۔“ (بوناپارٹ اور اسلام)

ولیم منٹگمری واٹ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برداشت وتحمل کے حوالے سے رقم طراز ہے:

”آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اپنے عقائد کی خاطر ظلم وستم اور اذیت کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنا رہنما تسلیم کرنے والوں اور آپ پر ایمان رکھنے والوں کا بلند کردار اور انجام کار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامیابی، آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دغا باز (نبوت کا جھوٹا دعویدار) فرض کر لینا مسائل کو بڑھاتا ہے، حل نہیں کرتا۔“

سابق عیسائی راہبہ پروفیسر کیرن آر مسٹرانگ اپنی کتاب ”محمد“ میں جہاد کے اسلامی تصور کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

”جہاد اسلام کے پانچ ارکان میں شامل نہیں اور اہل مغرب میں پائے جانے والے عام خیال کے برخلاف یہ مذہب (اسلام) کا مرکزی نقطہ بھی نہیں؛ لیکن مسلمانوں پر یہ فرض تھا اور رہے گا کہ وہ اخلاقی، روحانی اور سیاسی ہر محاذ پر ایک مسلسل جدوجہد اور کوشش کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہمیشہ مصروف عمل رکھیں؛ تاکہ انسان کے لئے خدا کی منشاء کے مطابق انصاف اور ایک شائستہ معاشرہ کا قیام ہو۔جہاں غریب اور کمزور کا استحصال نہ ہو۔جنگ اور لڑائی بھی بعض اوقات ناگزیر ہوجاتی ہے؛ لیکن یہ اس بڑے جہاد یعنی کوشش کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ایک معروف حدیث کے مطابق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک جنگ سے واپسی پر فرماتے ہیں کہ ہم ایک بڑے جہاد سے چھوٹے جہاد کی طرف لوٹ کر آئے ہیں یعنی اس مشکل اور اہم مجاہدہ یا جہاد زندگانی کی طرف جہاں ایک فرد کو اپنی ذات اور اپنے معاشرے میں روز مرہ زندگی کی تمام تر تفاصیل میں برائی کی قوتوں پر غالب آنا ہے۔

(محمد: آر مسٹرانگ، ص۱۶۸)

مسز اینی بیسنٹ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور آپ کی سیرت وصفات سے اثر پذیری کا یوں اعتراف کرتی ہیں:

”جو شخص بھی حضرت محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عرب کے جلیل القدر پیغمبر کی حیاتِ مقدسہ اور آپ کے عظیم کردار اور عمل کا مطالعہ کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے کس طرح اپنی پاکیزہ زندگی بسر کی، اس کے لئے اس کے بغیر چارہ ہی نہیں کہ وہ اس عظیم اور جلیل پیغمبر کی عظمت اور جلالت محسوس نہ کرے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسولوں میں بڑی عزت والے رسول تھے۔میں جو کچھ آپ کے سامنے پیش کر رہی ہوں۔آپ میں سے اکثر اصحاب شاید اس سے واقف بھی ہوں؛ لیکن میری تو یہ حالت ہے کہ میں جب بھی آپ کی سیرتِ پاک کا مطالعہ کرتی ہوں تو میرے دل میں عرب کے اس عظیم اور لاثانی نبی کی نئی عظمت اجاگر ہوتی ہے۔“

(سیرت وتعلیماتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ص:۴)

سوامی لکشمن جی اپنی کتاب ”عرب کا چاند“ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے ان خیالات کا اظہار کرتے ہیں:

”جہالت اور ضلالت کے مرکزِ اعظم جزیرہ نمائے عرب کے کوہِ فاران کی چوٹیوں سے ایک نور چمکا، جس نے دنیا کی حالت کو یکسر بدل دیا۔گوشہ گوشہ کو نورِ ہدایت سے جگمگا دیا اور ذرہ ذرہ کو فروغِ تابشِ حسن سے غیرتِ خورشید بنادیا۔آج سے چودہ صدیاں پیشتر اسی گمراہ ملک کے شہر مکہ مکرمہ کی گلیوں سے ایک انقلاب آفریں صدا اٹھی؛ جس نے ظلم وستم کی فضاؤں میں تہلکہ مچا دیا۔یہیں سے ہدایت کا وہ چشمہ پھوٹا جس نے اقلیم قلوب کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں سرسبز و شاداب کردیں۔اسی ریگستانی چمنستان میں روحانیت کا وہ پھول کھلا جس کی روح پرور

مہک نے دہریت کی دماغ سوز بُو سے گھرے ہوئے انسانوں کے مشامِ جان کو معطر و معنبر کر دیا۔ اسی بے برگ و گیاہ صحرا کے تیرہ و تار افق سے ضلالت و جہالت کی شبِ دیجور میں صداقت و حقانیت کا وہ ماہتاب درخشاں طلوع ہوا جس نے جہالت و باطل کی تاریکیوں کو دور کر کے ذرے ذرے کو اپنی ایمان پاش روشنی سے جگمگا کر رشکِ طور بنا دیا؛ گویا ایک دفعہ پھر خزاں کی جگہ سعادت کی بہار آ گئی۔" (عرب کا چاند ص ۶۵،۶۶)

مختصر یہ کہ ان چند اقتباسات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا غیر جانب داری و بے تعصبی سے مطالعہ کرتا ہے تو بے ساختہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آج انسانیت بے شمار روحانی اور سماجی مسائل کا شکار ہے ان جملہ روحانی اور معاشرتی مسائل کا واحد حل سیرت طیبہ کے عملی پہلوؤں کو اجاگر کرنے اور ان کو رہنما بنا کر ان پر عمل کرنے میں پنہاں ہے۔

☆☆..................☆☆

آہ! مولانا محمد یوسف قریشیؒ

مولانا محمد یوسف قریشیؒ بہاولنگر کے ممتاز عالم دین اور سیاسی راہنما تھے۔ آپ نے تقریباً نو سال تک کراچی میں تعلیم حاصل کی اور دورۂ حدیث شریف جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے کیا۔ جامعہ کے اساتذۂ کرام شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ مفتی اعظم مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسی عظیم علمی شخصیات سے حدیث شریف کی فیوض و برکات حاصل کیں۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ تدریس بھی کی۔ بعدازاں تدریس و تعلیم کے علاوہ دیگر دینی اور سیاسی کاموں میں دلچسپی لینا شروع کی۔ بہاولنگر ضلع کی جمعیت علماء اسلام کے قائد و راہنما تھے۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی ختم نبوت کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، بلکہ اپنے ضلع کی تحریک کی قیادت کا شرف حاصل کیا۔ بہاولنگر مجلس ہمیشہ فعال رہی ہے۔ مناظر ختم نبوت مولانا خدا بخش، مولانا عبدالرؤف جتوئی، مولانا حکیم محمد اسماعیل عاصم اور مولانا محمد طفیل راشد یہاں مبلغ رہے۔ موخر الذکر کے دور میں مختلف چکوک میں قادیانی مرے اور انہیں مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفنایا گیا۔ موصوف نے ضلع کی انتظامیہ کو بار بار متوجہ کیا اور درخواستیں دیں کہ قادیانیوں کے مرگھٹ علیحدہ کیے جائیں، لیکن نوکر شاہی روایتی لیت و لعل سے کام لیتی رہی۔ تو مولانا طفیل راشد نے ضلعی انتظامیہ کے سربراہ ڈپٹی کمشنر کے متعلق کہہ دیا کہ وہ قادیانی ہے تبھی تو وہ اس طرف توجہ نہیں کر رہا۔ ڈی سی بپھر گیا، پوری ضلعی جماعت زیر عتاب آ گئی۔ مرکز نے مجلس فیصل آباد کے امیر، مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا محمد اشرف ہمدانی اور راقم الحروف کی ڈیوٹی لگائی کہ بہاولنگر جا کر ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کر کے حالات نارمل کرنے کی کوشش کریں۔

چنانچہ مولانا ہمدانیؒ فیصل آباد سے بہاولنگر تشریف لائے اور راقم لاہور سے بہاولنگر آیا۔ مولانا محمد یوسف قریشیؒ کی معیت میں ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کی، چنانچہ موصوف بپھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا مبلغ مجھے یہودی، عیسائی، ہندو یا سکھ کہہ دیتے، مجھے اتنا صدمہ نہ ہوتا، جتنا قادیانی کہنے سے ہوا اور کہا کہ میں قریشی ہوں۔ میں مولانا محمد یوسف قریشیؒ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، میں نے انہیں کہا کہ مولانا! یہ آپ کی برادری ہے سنبھالیں تو موصوف نے بھی شاندار گفتگو کی اور مولانا ہمدانیؒ نے بھی فرمایا کہ جناب ہم ضابطے کے نہیں رابطہ کے لوگ ہیں، خیر اس ملاقات سے معاملہ رفع دفع ہوا۔ غرضیکہ انہوں نے تحریک ختم نبوت کی ہر لحاظ سے خدمت کی۔ ان کے ایک فرزند مولانا عطاء الرحمٰن عالم دین، دوسرے دو بیٹوں کو حافظ قرآن بنایا، وہ اگر درسِ نظامی نہ کر سکے لیکن ان کی تربیت کی وجہ سے صحیح العقیدہ، صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ انہوں نے پسماندگان میں تین بیٹے، بیٹیاں اور بیوہ سوگوار چھوڑے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ کئی سال سے فالج کی وجہ سے صاحب فراش تھے کہ وقت موعود آن پہنچا اور انہوں نے ۲۵ / اگست ۲۰۲۰ء کو جان جانِ آفرین کے سپرد کی، بہاولنگر کی مرکزی عیدگاہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جنازہ کی امامت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ نے کی۔ بہاولنگر کی وسیع وعریض عیدگاہ تنگی دامان کی شکایت کر رہی تھی۔ جنازہ میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ وقرأ، جماعتی رفقاء اور عوام الناس نے شرکت کی اور نماز جنازہ کے بعد انہیں بہاولنگر کے وسیع وعریض قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

جھوٹ کی ہلاکت خیزیاں

مولانا حافظ زبیر حسن

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی خوبیوں والی ہے اس لئے آپ کی زندگی کو اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے اور قرآنی اخلاق کا مجسمہ قرار دیا' ان تمام صفات میں سے بعض ایسی صفات بھی ہیں جنہیں اہل ایمان تو کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن بھی تسلیم کرتے تھے، ان میں سے ایک سچائی ہے۔ جب آپ نے قریش کے سامنے دعوتِ اسلام کا آغاز فرمایا تو پوری تاریخ میں کہیں اس بات کا ثبوت نہیں ملے گا کہ آپ کے مخالف، آپ کے دشمن یا کسی اور کافر نے آپ کو جھوٹا کہا ہو حتیٰ کہ ابوجہل بھی آپ کی توحید کی تعلیم کے جواب میں یہ کہتا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو جھوٹا تو نہیں کہوں گا لیکن آپ کو ہمارے دیوتاؤں کی بددعا لگ گئی ہے حتیٰ کہ آپ کے مخالفین آپ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے۔

اس عملی انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سکھایا کہ اگر ہم دنیا میں اسلام پھیلانا چاہتے ہیں اور یہ ہماری آرزو ہو کہ کفار بھی اسلامی تعلیمات کو سچ اور صحیح مان لیں تو اس کے لئے مجسمہ سچائی بن جانا ہوگا۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کی فطرت میں اور اُس کی طبیعت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے سوائے جھوٹ اور خیانت کے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ جس طرح اس مادی عالم میں مادی چیزوں کی خوشبو اور بدبو ہوتی ہے اسی طرح اچھے اور بُرے اعمال اور کلمات میں بھی خوشبو اور بدبو ہوتی ہے جس کو اللہ کے فرشتے اسی طرح محسوس کرتے ہیں جس طرح ہم یہاں کی مادی خوشبو اور بدبو محسوس کرتے ہیں ایسی مخصوص خوشبو اور بدبو کبھی کبھی اللہ کے وہ بندے بھی محسوس کر لیتے ہیں جن کی روحانیت ان کی مادیت پر غالب آجاتی ہے۔

جھوٹ کی بعض قسمیں تو انتہائی سخت گناہ لازم کردیتی ہیں کتب حدیث میں ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو ایک دم کھڑے ہوگئے اور فرمایا جھوٹی گواہی کا اتنا ہی گناہ ہے جتنا اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ حج کی یہ آیت تین مرتبہ تلاوت فرمائی:

ترجمہ: ''یعنی بت پرستی کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بچتے رہو۔''

اس آیت میں خدائے عزوجل کے طرزِ کلام سے معلوم ہو رہا ہے کہ بت پرستی اور جھوٹ کہنا دونوں برابر ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لئے ''اجتنبوا'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

یہ تو جھوٹ کی وہ شکلیں تھیں جنہیں ہمارے معاشرہ کے سمجھدار افراد بھی بُرا سمجھتے ہیں لیکن یہاں جھوٹ کی ایک ایسی شکل بھی ہے، جسے اہل معاشرہ جھوٹ ہی نہیں سمجھتے بلکہ اسے مختلف نام دے کر اچھا سمجھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی بچنے کی تاکید فرمائی چنانچہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے کہ میری والدہ نے مجھے پکارا ھاتعال اعطیک۔ جلدی سے آؤ میں تجھے کچھ دوں گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً میری والدہ سے پوچھا تم اس بچے کو کیا چیز دینا چاہتی ہو والدہ نے کہا میں اسے ایک کھجور دینا چاہتی ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ''یاد رکھنا اگر اس کہنے کے بعد تم بچے کو کوئی چیز نہ دیتیں تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔''

اس ارشاد سے آپ نے امت کو ایک اہم سبق سکھایا کہ بچوں کو بہلانے کے لئے بھی

جھوٹ نہیں بولنا چاہئے اس کی بڑی اہم حکمت یہ ہے کہ ماں باپ اگر بچوں سے جھوٹ بولیں اگر چہ ان کا مقصد بہلانا ہی ہو پھر بھی بچے اس سے جھوٹ بولنا سیکھیں گے اور وہ بھی یہی سمجھیں گے کہ کبھی کبھار جھوٹ بولنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح سنی سنائی باتیں لوگوں تک بغیر تحقیق کے پھیلانا بھی جھوٹ میں داخل ہے معاشرہ میں افواہیں بھی اس طرح پھیلتی ہیں اور لوگ ذہنی کوفت اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس کا الگ گناہ ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ’’یعنی آدمی کے لئے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اُسے بیان کرتا پھرے۔‘‘

بیہقی میں عبدالرحمٰن بن ابی قراد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن وضو فرما رہے تھے صحابہ کرام آپ کے وضو کا پانی لے لے کر اپنے چہروں اور جسم پر مل لیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس بات پر تمہیں کیا چیز آمادہ کرتی ہے اور تمہارے اندر کون سا ایسا جذبہ ہے جس کی وجہ سے یہ کر رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔ آپ نے یہ جواب سن کر فرمایا:

ترجمہ: یعنی ’’جس شخص کی یہ خوشی ہو اور وہ یہ چاہے کہ اُسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی محبت ہو اور اللہ اور اس کے رسول بھی اُس سے محبت کریں تو اسے چاہئے کہ وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے اور جب کوئی امانت اُس کے سپرد کی جائے تو اسے ادا کردے اور جس شخص کے ہمسائے میں رہے اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔‘‘ سچ بولنے کی عادت انسان اپنے اندر پیدا کرے تو یہ خوبی آدمی کو زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں بھی نیک کردار اور صالح بنا کر دنیا کی زندگی کو پاکیزہ بنانے کے ساتھ ساتھ جنت کا مستحق بنا دیتی ہے اور سب سے بڑا انعام تو وہ ہے جسے عبداللہ بن مسعود روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: ’’جو آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہے اور صرف سچائی ہی کو اختیار کرے تو اللہ کے نزدیک وہ سچا لکھا جاتا ہے اور اسے صدیق کا مرتبہ عطا کردیا جاتا ہے۔‘‘

اللہ رب العزت ہمیں جھوٹ بولنے سے بچائے اور پوری زندگی سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔☆☆

جو لوگ محمد ﷺ کے وفادار نہیں ہیں

جو لوگ محمد ﷺ کے وفادار نہیں ہیں
اللہ کی رحمت کے بھی حق دار نہیں ہیں

حاصل ہے جنہیں عشق محمد ﷺ کا خزانہ
کونین کی دولت کے طلب گار نہیں ہیں

جن کو ہے محمد ﷺ کے طریقوں سے عداوت
وہ ان کی غلامی کے سزاوار نہیں ہیں

جو دین ہمیں دے گئے سلطانِ مدینہ
ہم اس کے بدل دینے کو تیار نہیں ہیں

پیمانِ وفا ان سے نبھائیں گے ہمیشہ
مجرم ہیں، خطاکار ہیں، غدار نہیں ہیں

سوئی ہوئی قوموں کو جو آئے تھے جگانے
افسوس ہے افسوس وہ بیدار نہیں ہیں

کس منہ سے محمد ﷺ کے وہ بنتے ہیں فدائی
اغیار کی رسموں سے جو بیزار نہیں ہیں

سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے کبھی دین وہ دانش
اصحابِ نبی کے جو وفادار نہیں ہیں

مولانا امام علی دانش، لکھیم پور

مردِ قلندر حضرت مولانا قادر بخش نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی ذوالفقار علی، ٹنڈوالہیار

۸محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بمطابق ۲۸/اگست ۲۰۲۰ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مولانا قادر بخش نقشبندی خاصخیلی مہتمم وبانی جامعہ عربیہ فاروقیہ جدید وقدیم ٹنڈوالہیار دارالفناء سے دارالبقاء کو کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا قادر بخش نقشبندی کی پیدائش تحصیل کنری ضلع تھرپارکر کے ایک گاؤں ''مورجھنگو'' میں حاجی خیر محمد خاصخیلی کے ہاں ۱۹۵۴ء میں ہوئی۔ مولانا کی ساری زندگی جہدِ مسلسل سے عبارت تھی۔ ابتدائی چار جماعت تک مقامی اسکول میں تعلیم حاصل کی، اسکول سے آنے کے بعد بھینیس اور بکریاں چرایا کرتے تھے، جوان ہوئے تو حمالی کی محنت و مزدوری شروع کردی۔ ۱۹۷۰ء میں آبائی گاؤں چھوڑ کر میر شاہ محمد کالونی ٹنڈوالہیار منتقل ہوگئے۔ ۱۹۷۲ء میں پہلی شادی ہوئی کیے بعد دیگرے پانچ بچے ہوئے اور فوت ہوگئے۔ انہی دنوں مولانا کے مزدور بھائی شریف خاصخیلی نے کہا کہ: مولویوں کا میلہ (تبلیغی اجتماع) لگ رہا ہے، وہاں بڑے بڑے اللہ والے تشریف لائیں گے، بزرگوں سے اولاد کے لئے دعا کرائیں گے، دعا قبول ہوگی، ان شاء اللہ! اجتماع میں شرکت کی اور عشرہ کی تشکیل کروائی اور اللہ کے راستے میں نکل گئے، خواب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی نعمت سے نوازا ہے، جس کا نام عبداللہ رکھا، اس کے بعد اللہ نے دوسرا بیٹا عطا کیا، جس کا نام حبیب اللہ رکھا گیا۔

مولانا بڑے محنتی، جفاکش انسان تھے، بقول حاجی شریف صاحب کے ایسا جذبہ تھا کہ کبھی ٹرک کے سائے میں بیٹھ کر کہتے مجھے کلمہ سکھاؤ، نماز سکھاؤ، تبلیغی جماعت میں جانا اللہ کے ہاں قبول ہوا کہ اس کے بعد چلّے چار ماہ بھی لگائی، یوں زندگی میں انقلاب آگیا۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہوا، فردوس مسجد کے امام وخطیب قاری امتیاز احمد مرحوم سے دوستی تھی، انہی سے نورانی قاعدہ پڑھنا شروع کردیا، قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تبلیغی جماعت کے نہج پر محنت شروع کی، مسجد کی آبادی کے اعمال، گشت، تعلیم میں عوام وخواص کو جوڑنا شروع کردیا، محمدی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دینے کے لئے برادری کے لوگوں نے مولانا کا تقرر کردیا۔ محلے میں مسلسل مخالفت کا سامنا بھی تھا، لیکن اس کے باوجود مخالفین کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا شروع کی اور تعلیم بالغاں کا سلسلہ بھی شروع کردیا، جس کی بنا پر ماحول میں تبدیلی آتی گئی۔ مخالفت موافقت میں تبدیل ہونے لگی، الحمدللہ! اب تقریباً محلے کے ہر گھر میں مولانا کے شاگرد اور محبین موجود ہیں۔

مولانا علماء وصلحا کے ساتھ خصوصی تعلق ومحبت رکھتے تھے اور یہ بھی محسوس کرتے تھے کہ دین کی محنت بغیر علم بہت مشکل ہے۔ لہٰذا پہلے اپنے اکلوتے بیٹے عبداللہ کو دارالعلوم الاسلامیہ میں حفظ قرآن کریم کے لئے داخل کروایا روزانہ اپنے بیٹے کو مدرسہ لانا لے جانا، اس سے خود کو بھی عالم بننے کا شوق پیدا ہوا اور دارالعلوم الاسلامیہ میں داخلہ لیا۔ مولانا کی عمر اس وقت ۳۴ سال تھی، حالانکہ عموماً درسِ نظامی سے فارغ ہونے والے طلبا کی عمر ۲۰ سے ۲۵ سال ہوتی ہے، لیکن مولانا کی زندگی محنت، مزدوری میں گزری تھی تو تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ریتی، بجری کے ٹرک خالی کرنا، مسجد کی خدمت، امامت و صفائی وغیرہ کرنا، اہل محلّہ کے عقائد کی درستگی کے لئے علماء کرام کے اصلاحی بیانات کرواتے تھے۔ دارالعلوم الاسلامیہ میں حضرت مفتی محمد وجیہہؒ اور مولانا عابد الرحمٰن صدیقیؒ، مولانا خلیل الرحمٰنؒ، مولانا یار محمد بروہیؒ، مولانا غلام قادر مریؒ، مفتی غلام اللہ مدظلہ، مولانا شیر محمد کورائی، مولانا نور محمد مدظلہ سے اور جامعہ فاروقیہ کراچی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ مولانا ڈاکٹر عادل خان مدظلہ، مولانا عبیداللہ خالد مدظلہ، مولانا عنایت اللہ، مولانا محمد انور مدظلہ سے شرف تلمذ حاصل رہا۔ مولانا قادر بخشؒ جس وقت دارالعلوم الاسلامیہ میں زیر تعلیم تھے چونکہ مولانا نے بڑی عمر میں داخلہ لیا تھا اور ویسے بھی قد آور تھے تو طلبا میں نمایاں نظر آتے تھے، باہر سے آنے والا سمجھتا کہ کوئی بڑا استاذ ہے، سب سے پہلے مولانا سے ملتا، جبکہ مولانا تو دیگر طلبا کی طرف ایک

طالب علم تھے مولانا کے ہم درس مولانا محمد سالم خلیل صاحب فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص باہر سے آتا تو ہم کہتے کہ دیکھنا یہ شخص مولانا موصوف سے استاذ سمجھ کر ملے گا اور ایسا ہی ہوتا، مولانا فرماتے کہ بھائی میں طالب علم ہوں ۱۹۹۳ء میں جامعہ فاروقیہ کراچی میں دورۂ حدیث میں داخلہ لیا، جمعہ پڑھانے ٹنڈوالہیار تشریف لایا کرتے تھے محمدی مسجد میں ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم بھی جاری تھی، جب تک خود دارالعلوم پڑھتے رہے تو محمدی مسجد میں خود بھی پڑھایا کرتے تھے، ناظرہ کی معیاری تھی تو بہت جلد دوسرے استاذ کی ضرورت محسوس ہونے لگی تو استاذ کا انتظام کرلیا، دورۂ حدیث کے سال جب مولانا جامعہ فاروقیہ کراچی میں زیر تعلیم تھے تو محلے کے اہل بدعت نے شرارت شروع کردی تو مولانا نے شیخ سلیم اللہ خانؒ سے مشاورت کی تو حضرت نے آپ کو رخصت پر ٹنڈوالہیار بھیج دیا اور باقی اسباق دارالعلوم ٹنڈوالہیار میں مکمل کرنے کا حکم فرمایا اور محلے میں مدرسہ کے لئے پلاٹ خریدنے کا حکم فرمایا، حضرت نے مکمل تعاون اور سرپرستی کی یقین دہانی کروائی الحمدللہ! حضرت کا تعاون وسرپرستی تاحیات رہی، اس کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب کا مکمل تعاون جاری وساری ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا نے ۱۹۹۳ء میں جامعہ فاروقیہ ٹنڈوالہیار کا سنگ بنیاد حضرت مفتی محمد وجیہہ صاحب سے رکھوایا۔ ۱۹۹۶ء میں جامعہ فاروقیہ ٹنڈوالہیار میں باقاعدہ تعلیم کا آغاز حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے فرمایا، حضرت کے ساتھ مولانا عنایت اللہ شہید، ڈاکٹر محمد عادل خان، مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل بھی تشریف لائے تھے۔ شعبۂ درسِ نظامی بنین وبنات شعبہ حفظ وناظرہ بنین وبنات کا سلسلہ شروع ہوا بتدریج درس نظامی بنین و بنات کے درجات میں ترقی ہوتی رہی۔ بنین میں درجہ سادسہ اور بنات میں دورۂ حدیث تک تعلیم جاری رہی، مدرسۃ البنات کے ختم بخاری شریف کے موقع پر مولانا سلیم اللہ خان صاحب ہی تشریف لایا کرتے تھے اور دیگر علماء کرام و مشائخ عظام حضرت مفتی نظام الدین شامزئی، مفتی حبیب اللہ شہید رحمہم اللہ تعالیٰ بھی تشریف لایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کامل مغفرت فرمائے۔

تصوف وطریقت میں قدم تو دوران تعلیم ہی رکھ چکے تھے کہ پہلی بیعت حضرت مفتی محمد وجیہہؒ کے ہاتھ پر کی۔ ۲۰۰۲ء میں حضرت مولانا پیر شاہ محمد قریشی صاحب ''مسکین پور والے فردوس مسجد کے امام وخطیب قاری امتیازؒ کی دعوت پر ٹنڈوالہیار تشریف لائے تو بیعت ثانیہ حضرت مولانا پیر محمد شاہ قریشی صاحب کے ہاتھ پر کی۔ حضرت سے بیعت کے بعد مولانا کی زندگی نے نیا رخ اختیار کیا، سندھ کے کافی شہروں ٹنڈو محمد خان، ماتلی، تلہار، بدین، میرپور خاص، ہالا، کنڈیارو، ہالانی، محراب پور، عمر کوٹ، کنری، نوکوٹ، سامارو تک دوست واحباب کو اپنے شیخ کے سلسلے میں جوڑا اور بھی اکثر علاقوں میں خانقاہیں قائم ہوئیں۔ ۲۰۰۴ء میں مسکین پور شریف کے سالانہ اجتماع کے موقع پر حضرت پیر محمد شاہ قریشیؒ نے اجازت بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور حضرت پیر صاحب کے مشورے سے ٹنڈوالہیار میں خانقاہ نقشبندیہ فیض فضلیہ کا قیام فرمایا اور محمدی مسجد میں حلقہ ذکر ومراقبہ کی مجلس شروع کی، جس میں شہر کے لوگ شریک ہوکر اپنے نفس کی اصلاح میں لگے، ٹنڈوالہیار میں بڑا اجتماع کرایا جس میں حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ خصوصی طور پر شریک ہوئے اور حضرت سے اچھے خاصے لوگ بیعت ہوئے۔ حضرت پیر محمد شاہ قریشی سے اجازت بیعت کے بعد مولانا قادر بخش صاحب نے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھایا اور وقتاً فوقتاً حضرت کے پروگرام ہوتے رہے، ایک پروگرام میں حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کا بیان مدرسۃ البنات اور محمدی مسجد میں ہوا تو لوگوں کی اتنی تعداد شریک ہوئی کہ مسجد لوگوں سے کھچا کچھ بھر گئی اور محلے کی گلیوں میں صفیں بچھائی گئیں۔ ایک بڑی تعداد پیر صاحب کی زیارت سے محروم ہوگئی، اس وقت حضرت مولانا کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ زمین کا ایسا ٹکڑا خریدا جائے، جہاں مدرسہ، بڑی جامع مسجد اور خانقاہ نقشبندیہ قائم ہو۔ اجتماع کے موقع پر آنے والے لوگ بزرگوں کی زیارت سے مستفید ہوسکیں۔ لہٰذا عباس بھائی ٹاؤن میں ساڑھے تین ایکڑ زمین خریدی گئی وہاں ایک کشادہ مسجد کی تعمیر کروائی اور خانقاہ نقشبندیہ فیض فضلیہ کا قیام فرمایا، وہاں ایک بڑا اجتماع کروایا جس میں علما، صلحا، اتقیا آئے اور بزرگوں کے بیانات ہوئے، ذکر ومراقبہ کے حلقے لگے، پورے سندھ سے لوگ شریک ہوئے اور بزرگوں کے بیانات سے مستفید ہوئے۔

ختم نبوت کے کام میں حضرتؒ کا حصہ:

ختم نبوت کے درویش صفت مبلغ مولانا محمد علی صدیقیؒ تھرپارکر، مٹھی، کنری، عمرکوٹ، بدین، میرپور خاص، سانگھڑ میں ختم نبوت کی محنت کیا کرتے تھے، لیکن ان کی نظر خاص طور پر قادیانیوں کے علاقہ کی طرف ہوا کرتی تھی۔ سنجر چانگ کے قریب بشیر آباد کے نام سے قادیانیوں کی بڑی

اسٹیٹ ہے جہاں قادیانیوں کو انگریز حکومت نے زمینیں الاٹ کی تھیں اور ان کے پوپ پادری سیٹلائٹ کے ذریعے تبلیغ کرتے ہیں۔ ۲۰۰۸ء میں مولانا قادر بخش کو اللہ نے حج بیت اللہ کی سعادت سے نوازا۔ آگے تفصیل حضرت مفتی عرفان صاحب کی زبانی نقل کی جارہی ہیں، کیونکہ وہ حج کے موقع پر ساتھ تھے۔

۲۰۰۸ء میں مولانا محمد علی صدیقی مبلغ ختم نبوت کی کاوشوں سے ٹنڈوالہیار کے علماء کرام نے ان کا ساتھ دے کر سنجر چانگ میں ہونے والی قادیانیوں کی تین روزہ سالانہ کانفرنس رکوائی، جس کا ایک دن کا پروگرام ہوچکا تھا، مرزا مسرور نے سیٹلائٹ کے ذریعے بیان کرنا تھا، باقی دوروز کے پروگرام رکوائے، ان علماء کرام میں مولانا قادر بخش بھی نمایاں تھے، اسی سال بندے کے ساتھ مولانا قادر بخش بھی حج پر تشریف لے گئے تھے، اتفاقاً ہمارا خیمہ منیٰ میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے خیمے سے بالکل متصل تھا، ہم جیسے ہی خیمے سے نکلے تو میری نظر ان اکابرین پر پڑی تو دل باغ باغ ہوگیا اور ہم دونوں حضرات کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرات احقر کو پہچانتے تھے۔ احقر نے مولانا قادر بخش کا تعارف کروایا، ہم نے بشیر آباد سنجر چانگ کی تفصیلی کارگزاری ان اکابرین کو سنائی، یہ حضرات بہت خوش ہوئے اور خوب دعائیں دیں، ارشاد فرمایا کہ ہم دونوں آپ دونوں کی تشکیل منیٰ میں ختم نبوت کے کام کے لئے کررہے ہیں، تکلیفیں آئیں گی لیکن گھبرانا نہیں، اللہ کی مدد بھی ان شاء اللہ خوب ہوگی اور یہ بھی فرمایا کہ آپ دونوں میں سے ایک کو ہم امیر بنادیتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ مولانا قادر بخش باہمت ہیں انہیں امیر بنادیں تو حضرات نے مولانا کو امیر بنا کر دعا دی اور ہدایات بھی دیں اور ہمیں روانہ کردیا، ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ۱۳ نبوی میں اہل مدینہ کے وفد کی مدینہ منورہ میں محنت کے لئے منیٰ میں ہی تشکیل فرمائی تھی، آپ کے نائبین نے ہماری تشکیل فرمادی ہے، یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔

بہرحال واپس آ کر مولانا نے اس فکر کو اوڑھ لیا اور بندہ بھی ان کے ساتھ حتی الوسع گشتوں میں مختلف شہروں میں بھی گیا، بخت بخار میں بھی ختم نبوت کے تقاضے پر ان کے ساتھ ماتلی، ڈگری، ٹنڈو غلام علی وغیرہ شہروں میں ان کی سوزوکی میں جایا کرتے تھے۔ مولانا اور ان کے ساتھیوں کی محنت کے نتیجے میں اللہ کے فضل سے وہاں ایک مضبوط ادارہ قائم ہوگیا جس کا نام بھی اکابرین نے مدرسہ عربیہ خاتم النبیین رکھا، جس کی وجہ سے اس علاقہ میں قادیانیوں کی محنت رکی بلکہ کئی قادیانی مسلمان بھی ہوئے اور ان شاء اللہ! مزید ہوں گے، مولانا کے ساتھ محنت کرنے والوں میں مولانا محمد راشد محبوب، مولانا توصیف احمد، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی صدیقیؒ حافظ زبیر احمد، حاجی عبیداللہ بھان، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جامع مسجد و مدرسہ عربیہ خاتم النبیین سنجر چانگ کی بنیاد ۲۰۱۰ء میں رکھی گئی، مسجد و مدرسہ کو باقاعدہ رجسٹر کرایا گیا اور درج ذیل انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ حضرت مولانا قادر بخش صدر، مولانا مفتی محمد عرفان نائب صدر، مفتی حفیظ الرحمن جنرل سیکریٹری، حاجی عبیداللہ بھان جوائنٹ سیکریٹری، مولانا محمد راشد محبوب خزانچی۔ سنگ بنیاد کے لئے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی اور دیگر اکابرین تشریف لائے، اس کے بعد مشورے سے یہ بات طے ہوئی کہ ہر سال ایک بڑی کانفرنس بعنوان ”ختم نبوت“ ہوا کرے گی ان شاء اللہ! پہلی سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۹/اپریل ۲۰۱۱ء کو ہونا طے پائی، جس میں شیخ الحدیث رئیس المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی صاحبؒ، مولانا حکیم محمد مظہر مدظلہ، مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، شیخ الحدیث مولانا سلیم مدظلہ شہداد پور، ان کے علاوہ پیر ایوب جان سرہندی کو بھی دعوت دی گئی تھی، لیکن وہ تشریف نہیں لائے، باقی تمام علماء کرام ختم نبوت کانفرنس میں اپنے لئے سعادت سمجھتے ہوئے تشریف لائے۔ مولانا قادر بخش نے کانفرنس کے لئے بہت محنت کی، گاؤں دیہاتوں کا گشت کیا، ماتلی، ٹنڈو محمد جان، کنری، جیمس آباد، عمر کوٹ، ڈگری اور دور دراز کے لوگ کانفرنس میں شریک ہوئے، یہ کانفرنس ہر سال بحمداللہ! باقاعدگی سے منعقد ہوتی ہے، جس میں الحمدللہ! ختم نبوت کے مرکزی اکابر مبلغین شریک بھی ہوتے اور سرپرستی بھی فرماتے ہیں۔

مدرسہ عربیہ خاتم النبیین کا اہتمام بھی مولانا قادر بخش کے سپرد تھا۔ مولانا نے دن رات ایک کرکے مدرسہ کے لئے محنت کی جب کہ اس کے علاوہ مدرسہ فاروقیہ میر گوٹھ اور خانقاہ فیض فضیلہ عباس بھائی ٹاؤن کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے تھے، اس کے باوجود روزانہ بعد فجر سنجر چانگ کے لئے روانہ ہوجاتے تھے اور مدرسہ کی تعمیر و ترقی میں لگ جاتے، مستری مزدوروں کی بنفس نفیس نگرانی کرتے یوں الحمدللہ مدرسہ عربیہ خاتم النبیین کی تعمیر

ہوئی اور ایک عظیم الشان عمارت کھڑی ہوگئی، کئی سال تک مولانا مدرسہ عربیہ خاتم النبیین سنجر چانگ کی ذمہ داری سنبھالے رہے بعد میں مصروفیت اور ضعف کی وجہ سے سنجر چانگ مدرسے کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگئے اور یہ ذمہ داری مولانا بلال احمد بھان جو کہ جامعہ صدیق اکبر ٹنڈو الہیار کے فاضل ہیں اور نوجوان بھی ہیں، ان کے سپرد کردی، حفظ و ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم جاری وساری ہے جو کہ مولانا مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

مولانا قادر بخش کا سفرِ آخرت:

کئی سالوں سے بلڈ پریشر کا عارضہ تھا، مستقل دوا کھایا کرتے تھے اور اپنے روزمرہ کے کام کاج اسی طرح تندہی کے ساتھ انجام دے رہے تھے، چھ سات ماہ قبل شوگر کا عارضہ بھی لاحق ہوچکا تھا، لیکن اس کے باوجود ہمت سے کام کیا کرتے تھے بقرعید کے موقع پر اجتماعی قربانی کے لئے جانور خریدنے کے لئے منڈی جاتے اور جانور خرید کر لاتے، عید کے دن بھی اجتماعی قربانیاں اپنی نگرانی میں کرائیں، عید کے بعد مستورات کی جماعت میں گئے تو وہاں پر طبیعت بگڑ گئی اور روز بروز طبیعت بگڑتی چلی گئی۔ آخری دنوں میں بخار بھی زیادہ رہا، ڈاکٹروں نے بتایا کہ دل کا اٹیک بھی ہوا ہے، آخر تک مدرسہ اور مسجد کی خدمت کرتے رہے، بالآخر ۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ بوقت ساڑھے ۵ بجے شام زندگی کی بازی ہار گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہفتہ کے روز صبح دس بجے دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الہیار کے وسیع وعریض پارک میں نماز جنازہ ہوا، جس میں سندھ بھر کے علماء ومشائخ ومفتیان وطلبا عوام شریک ہوئے اور دارالعلوم اسلامیہ کے قبرستان میں تدفین ہوئی اللہ تعالیٰ کامل مغفرت فرمائے۔ پسماندگان میں دو بیویاں، تین بیٹے مولانا عبداللہ نقشبندی، حبیب اللہ، عمر فاروق چھوڑے ہیں۔ بڑے بیٹے مولوی عبداللہ نقشبندی مولاناؒ کے جانشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ قدم قدم پر ان کی مدد ونصرت فرمائے اور مولانا کے لگائے ہوئے گلستانوں کو ہمیشہ ہمیشہ آباد و شاد رکھے اور مولاناؒ کے لئے صدقہ جاریہ کے طور پر قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔☆☆

حافظ محمد ابراہیمؒ مہتمم احیاء العلوم حاصل پور

حافظ محمد ابراہیم کے والد گرامی حضرت ڈاکٹر محمد شریفؒ امام الاولیاء، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مسترشدین میں سے تھے۔ حضرت لاہوریؒ کی وفات کے بعد ان کے جانشین حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انورؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور حضرت انورؒ کی وفات کے بعد شیرانوالہ گیٹ کی خانقاہ کو نہیں چھوڑا۔ راقم جب لاہور تبدیل ہوکر گیا تو کئی مرتبہ شیرانوالہ گیٹ کی خانقاہ میں ان کی زیارت وملاقات ہوتی۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی وفات کے بعد حضرت حافظ محمد ابراہیمؒ ان کے جانشین بنائے گئے، بہت ہی مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ ہمیشہ مسکراتے ہوئے ملے۔ ان کا اصلاحی تعلق بھی شیرانوالہ کی خانقاہ سے رہا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے حاصل پور میں مدرسہ احیاء العلوم کی بنیاد رکھی، جواب جامعہ کی حیثیت اختیار کرچکا ہے، ساتھ ہی شہر کی عظیم مرکزی جامع مسجد کا نظم بھی سنبھالا نیز حاصل پور میں عظیم الشان عیدگاہ کی تعمیر وتوسیع اور دیکھ بھال بھی جاری رکھی۔ آج سے تقریباً بیس سال پہلے ان کا انتقال ہوا تو حافظ صاحب اپنے والد کے جانشین بنائے گئے۔ مدرسہ احیاء العلوم کو جامعہ احیاء العلوم بنانے میں آپ کا عظیم کردار ہے۔ حاصل پور کی مرکزی جامع مسجد کا انتظام اگرچہ محکمہ اوقاف نے سنبھال لیا۔ محکمہ صرف امام وخطیب اور موذن کی تنخواہ کی ادائیگی تک دلچسپی لیتا ہے، دیگر معاملات کے لئے نہ تو محکمہ فنڈ دیتا ہے، نہ ہی تعمیر وتوسیع میں دلچسپی رکھتا ہے، ایسے ہی عیدگاہ کا نظم ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد مسجد کی تعمیر وتوسیع میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جامع مسجد کی خوبصورتی ان کی مساعی جمیلہ کی مرہون منت ہے۔ جامع مسجد میں حفظ وقرأت کی کلاس بھی ایک عرصہ سے جاری ہے۔ اس کی دیکھ بھال اور نظم ونسق بھی حضرت حافظ صاحب نے اپنے ذمہ لیا، بنات کی تعلیم کا شعبہ بھی کامیابی سے چل رہا ہے۔ اسی جامع مسجد میں خطیب ختم نبوت مولانا قاری عبدالسلام آف چشتیاں بھی خطیب رہے۔ اب بھی چشتیاں سے تعلق رکھنے والے مولانا قاری محمد یوسف مدظلہ خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اگرچہ وہ ریٹائر ہوچکے ہیں، لیکن ان کی پنشن کے علاوہ دیگر ضروریات کی بھی حافظ صاحبؒ خیال رکھتے تھے۔ خطیب کے شایان شان کمرہ بنوایا اور اسے ایئرکنڈیشنڈ کرایا، ایسے ہی عیدگاہ کی ضروریات کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔ ان کے لئے یقیناً یہ صدقات جاریہ ہوں گی، انہوں نے بھرپور زندگی گزاری۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھی سرپرستی جاری رکھی الحمدللہ! ان کے جانشین مولانا محمد عدنان عالم دین ہیں۔ گردے کے مریض چلے آرہے تھے، علاج ومعالجہ جاری رہا۔ تاآنکہ وقت موعود آن پہنچا، آپ کی ۴ ستمبر شام کو روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی اور اگلے دن نو بجے یعنی ۵ ستمبر کو مرکزی عیدگاہ میں ان کی نماز جنازہ مولانا قاری محمد یوسف کی اقتداء میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ جس میں علماء کرام، حفاظ، قراء کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ انہوں نے پسماندگان میں چار بیٹے، ایک بیٹی اور بیوہ سوگوار چھوڑیں۔ مجلس کی نمائندگی ضلعی مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی، ضلع بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی اور راقم الحروف نے کی۔ جنازہ سے پہلے کئی ایک علماء نے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

یہ کیسی فحاشی ہے؟

مولانا سیّداحمد ومیض ندوی

اسلام میں توحید کے بعد سب سے زیادہ اخلاق پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام انسانی معاشرہ کے لئے اخلاق کو لازمی عنصر قرار دیتا ہے۔ آقائے رحمت خود مجسم اخلاق شخصیت تھی، قرآن نے آپ کے اونچے اخلاق کی گواہی ’’وانک لعلی خلق عظیم‘‘ کے ذریعہ دی تھی کہ آپ نے اچھے اخلاق کی تکمیل کو اپنی بعثت کا بنیادی مقصد قرار دیا۔ اخلاق ہی سے انسان، انسان بنتا ہے جبکہ بداخلاقی آدمی کو حیوانیت کی سطح پر لے جاتی ہے، ایمان کے لئے اخلاق ہی کو معیار قرار دیا گیا ہے؛ چنانچہ مومنوں میں کامل مومن اس کو قرار دیا گیا جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ مومن بداخلاق نہیں ہوسکتا، طعن وتشنیع، بے ہودہ گوئی اور فحش حرکات مومن سے ہوکر بھی گذر نہیں سکتیں۔

اخلاق میں سب سے زیادہ حیاء کو اساسی حیثیت حاصل ہے، حیاء ساری خوبیوں کی جڑ ہے، حدیث شریف میں ایمان کو حیاء سے تعبیر کیا گیا ہے، کہیں ایمان اور حیاء کو ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم قرار دیا گیا ہے، حدیث نبوی کے مطابق جس آدمی سے حیاء رخصت ہوجاتی ہے اس کے لئے برائیوں کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں۔ بے حیاء باش وہر چہ خواہی کن مشہور کہاوت ہے۔ حیاء سے محروم انسان ہر قسم کی فحاشی اور بے حیائی کا عادی ہوجاتا ہے۔ اس وقت اسلام دشمنوں کا نشانہ حیاء کا سرمایہ ہے، دشمن مسلمان نسل سے حیاء کو کھرچ دینا چاہتے ہیں، اس کے لئے نت نئی تدبیریں اختیار کی جارہی ہیں، اس وقت انٹرنیٹ بے حیائی کے فروغ کا سب سے موثر ذریعہ ثابت ہورہا ہے، اس دو دھاری تلوار کا استعمال خیر کے لئے کم اور شر کے لئے زیادہ ہورہا ہے۔ انٹرنیٹ کی عادی نسل آئے دن بے حیائی وفحاشی کے دلدل میں گلے تک پھنستی جارہی ہے۔ موبائل فون کارواج نئی نسل کے لئے بے حیائی کی چراگاہ فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کررہا ہے، اس وقت سوشل میڈیا کی شکل میں نوجوانوں کو ایک ایسا ہتھیار مل چکا ہے جس سے نوجوان نسل کے اخلاق تباہ ہورہے ہیں، واٹس ایپ، فیس بک اور سوشل میڈیا کے دیگر ذرائع وہ طوفان بدتمیزی برپا کررہے ہیں جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ آج کل نوجوانوں اور بچوں میں ایک نیا ایپ Tik Tok خوب مقبول ہورہا ہے، Tik Tok اور میوزیکلی دراصل وقت کے ضیاع اور نئی نسل کو حیاء باختہ بنانے کا سامان ہیں، ان سے وقت کے ضیاع اور فحاشی کے فروغ کے علاوہ کچھ حاصل نہیں، اس قسم کے ایپس میں فلمی ڈائیلاگ پر ایکٹینگ کی جاتی ہے۔ گانے گائے اور سنے جاتے ہیں، یہ ہمارے نوجوان نسل کو برباد کرنے کا سوچا سمجھا حربہ ہے۔ حیرت ہے کہ اس قسم کے ایپس کو استعمال کرکے نوجوان لڑکے لڑکیاں، کم عمر بچے حتی کہ بڑی عمر کے لوگ بھی اداکاری کے جوہر دکھانے لگے ہیں۔ ٹک ٹاک اور میوزیکلی جیسے ایپس معصوم ذہنوں کو تیزی کے ساتھ دیمک لگارہے ہیں۔ اب گندی اور نیم برہنہ ویڈیوز بھی آنے لگے ہیں، والدین اسے ایک شرارتی عمل سمجھ کر نظر انداز کررہے ہیں جبکہ بچے ۲۵ گندی ویڈیوز دیکھ کر کسی ایک کی نقل کرتے ہیں پھر وہ ویڈیو سب کو شیئر کی جاتی ہے۔ والدین کو پتہ نہیں کہ ان کا بچہ جس ویڈیو کو گیم سمجھ کر دیکھ رہا تھا وہ آئندہ چند ماہ میں اسے کس قدر نقصان دے گی، اس وقت نوجوانوں اور بچوں میں ٹک ٹاک کا خوب شور ہے۔ ٹک ٹاک ایک خطرناک فتنہ ہے۔ ایک ویڈیو کسی ناچ گانے کی آتی ہے آپ آگے بڑھیں تو کوئی نیم عریاں ویڈیو آجاتی ہے، پھر مقدس مذہبی مقامات کی ویڈیو آتی ہے۔ یہ کیسی بے حیائی ہے۔ بعض افراد کا کہنا ہے کہ ٹک ٹاک یوزرس فحاشی وعریانیت میں بالی وڈ کی فلم ایکٹرز سے بھی آگے بڑھ چکے ہیں، یہ ایک ایسی وبا ہے جس میں بوڑھے سے لیکر بچے تک ہونٹ ہلا کر ڈانس کرکے مشہور ہونے کی کوشش کررہے ہیں، سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ اس میں مسلم باحجاب لڑکیاں پیش پیش نظر آرہی ہیں۔ باحجاب لڑکیاں ایسے ایسے شرمناک مناظر پیش کررہی ہیں کہ آدمی سر پیٹ کر رہ جائے، محض چند فالورز اور لائیکس پانے کے لئے ہر قسم کی فحاشی اور عریانیت کا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔

ٹک ٹاک غالباً ۲۰۱۸ء میں لانچ ہوا صرف دو سال کے اندر اسے اتنی شہرت حاصل ہوئی کہ فیس بک بھی اتنے کم عرصہ میں شہرت کی

بلندیوں کو چھونہ سکا، دو سال کے عرصہ میں اس کے یوزرس کی تعداد پانچ سوملین سے متجاوز ہوچکی ہے۔ اور دنیا کے ۱۵۰ ممالک میں لوگ اسے استعمال کررہے ہیں، اگرچہ اس ایپ کا استعمال تمام مذاہب کے لوگ کرتے ہیں لیکن مسلم خواتین کی تعداد سب سے زیادہ ہے، مسلم خواتین بن سنور کر بڑھکیلے کپڑے پہن کر اس طرح سامنے آتی ہیں جیسے انہوں نے شرم وحیاء کو نیلام کرنے کا تہیہ کرلیا ہو۔ ٹک ٹاک کے فتنہ کا شکار صرف مسلم لڑکیاں ہی نہیں ہیں بلکہ بچہ بچہ اس کا دیوانہ نظر آتا ہے۔

وقت کا ضیاع:

ٹک ٹاک اور اس جیسے ایپس کے نقصانات بے شمار ہیں۔ سب سے بڑا نقصان وقت کا ضیاع ہے۔ وقت اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے اس کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ وقت کو فضولیات میں گذارنے والے اللہ کی نگاہ میں مجرم ہیں۔ زندگی کے قیمتی لمحات اللہ نے اس لئے عطا کئے تا کہ آخرت کی تیاری کی جائے، خدا کی عبادت وبندگی کے علاوہ انسانی فلاح وبہبود کے کاموں میں صرف کیا جائے۔ کل قیامت کے دن وقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ باز پرس کریں گے، حدیث نبوی کے مطابق ابن آدم اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے سامنے سے ہل نہیں سکے گا جب تک وہ پانچ سوالات کا جواب نہ دے۔ پہلا سوال زندگی سے متعلق ہوگا کہ تو نے اسے کن کاموں میں صرف کیا۔ دوسرا سوال جوانی سے متعلق ہوگا کہ جوانی کن کاموں میں لگائی۔ (سنن ترمذی) فضولیات میں وقت کو ضائع کرنا قیامت کے دن رسوائی کا سبب بنے گا، آدمی کے اسلام کی خوبی یہ بتائی گئی کہ وہ لایعنی چیزوں کو ترک کرے۔ (ترمذی) قرآن مجید میں بھی ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو لغو کاموں سے اعراض کرتے ہیں۔ (المومنون:۳) آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالی اوقات کو غنیمت جاننے کی تلقین فرمائی، ارشاد نبوی ہے: پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ صحت کو بیماری سے پہلے۔ مالداری کو تنگ دستی سے پہلے۔ فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔ (مستدرک حاکم)

انسان اس دنیا میں جو کچھ کرتا ہے وہ سب خدا کے پاس ریکارڈ ہوتا ہے۔ چاہے ہم فحش کاریوں، فلمی ڈائیلاگ اور رومانس بھرے اسٹیٹس لگانے میں ہی مشغول ہوں یا یوٹیوب اور دیگر سائٹس پر فحش چیزیں پھیلانے میں لگے ہوں ہماری ہر چیز ریکارڈ ہورہی ہے، دانشمندی اسی میں ہے کہ ہم اپنے قیمتی اوقات کو بُرے کاموں سے محفوظ رکھیں۔

موسیقی اور بے حیائی:

ٹک ٹاک اور اس جیسے ایپس کا سب سے خطرناک نقصان موسیقی سے لگاؤ اور بے حیائی کی لت کی شکل میں ہوتا ہے۔ گانا اور موسیقی شریعت میں ممنوع ہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم موسیقی سے سخت نفرت کرتے تھے، نافع کہتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک باجے کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال لیں، اور راستے سے دور ہوگئے اور مجھ سے کہا: اے نافع کیا تمہیں کچھ سنائی دے رہا ہے؟ میں نے کہا نہیں تو آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے نکال لیں اور فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، اس جیسی آواز سنی تو آپ نے بھی اسی طرح کیا۔ (سنن ابوداؤد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں جائیں گے) چرواہے ان کے مویشی صبح وشام لائیں گے اور لے جائیں گے، ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کے جائے گا تو وہ اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ رات کو ان کو ہلاک کردے گا، پہاڑ کو ان پر گرادے گا۔ اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لئے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کردے گا۔ (صحیح بخاری)

ٹک ٹاک اور میوزیکلی سے بے حیائی و فحاشی عام ہورہی ہے، ان ایپس کا سہارا لے کر عورتیں بے پردگی کا خوب مظاہرہ کرتی ہیں، خوب بن سنور کر ویڈیو بناتی ہیں پھر پھیلاتی ہیں اور لوگوں کو دعوت نظارہ دیتی ہیں، جبکہ قرآن مجید میں اس سے منع کیا گیا ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے: ”وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى۔“(الاحزاب:۳۳) اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانہ کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو، کتاب وسنت میں بے پردگی اور بدنظری سے منع کیا گیا ہے۔

بے پردگی:

ٹک ٹاک جیسے ایپس کے ذریعہ بے پردگی کو ہوا دی جارہی ہے، جبکہ خواتین کے لئے پردہ شرعی فریضہ ہے، نوجوان بچیاں غیر مسلم لڑکوں سے اشتراک کرکے خوب بے پردگی کا مظاہرہ کرتی

ہیں، اسلام میں مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہے اور خواتین کو پردہ کی تاکید ہے، وہ ماں باپ کس قدر بے غیرت ہیں جو اپنی بچیوں کو ٹک ٹاک جیسے ایپس پر بے پردگی کی اجازت دیتے ہیں۔

علانیہ گناہ کا ارتکاب:

ٹک ٹاک علانیہ گناہ کا آلہ ہے، گناہ خود ایک سنگین چیز ہے، اس کی اس وقت سنگینی اور بڑھ جاتی ہے جب آدمی کسی گناہ کا علانیہ اظہار کرتا ہے، یہ گناہ پر جرأت ہے، ٹک ٹاک کے ذریعہ بے پردگی و بے حیائی کا مظاہرہ کرنے والی بچیاں کھلے عام گناہ کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

گناہوں کی تبلیغ:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

”اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ“ (النور:۱۹)

ترجمہ: ”جو لوگ اہل ایمان کے درمیان فحاشی پھیلانا پسند کرتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

ٹک ٹاک پر بے پردگی کا مظاہرہ گناہوں کی تبلیغ ہے۔ یہ دراصل ایمان والوں میں فحاشی پھیلانا ہے جو کہ دردناک عذاب کا باعث ہے۔

دین وشریعت کا مذاق:

اس کے علاوہ یہ خدا کے دین اور شریعت کا مذاق ہے۔ ایک مسلمان جانتے ہوئے ایسی حرکت کرتا ہے تو وہ دین کا مذاق اڑا رہا ہے اور جان بوجھ کر کسی دینی حکم کا استہزاء آدمی کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

قارئین کرام! ٹک ٹاک گناہوں کا پٹارہ ہے، اس سے تہذیب اسلامی کا جنازہ نکلتا ہے، اور پاکیزہ انسانی قدریں دم توڑتی ہیں، دین واخلاق کا لہلہاتا چمن مرجھا جاتا ہے، بے حیاء اولاد، والدین کی نافرمان بن جاتی ہے، کیا آپ کو منظور ہے کہ آپ کی اولاد فحاشی کے دلدل میں گلے تک پھنس جائے؟ کیا آپ کی غیرت گوارا کرے گی کہ آپ کی جوان بیٹیاں غیر مسلم جوانوں کے شانہ بشانہ فحاشی کا مظاہرہ کرتی رہیں؟ اگر آپ کو اپنی اولاد کی بھلائی محبوب ہے تو دیر نہ کیجئے ان کی تنہائی کی حرکات پر نظر رکھئے، سوشل میڈیا کے آزادانہ استعمال پر روک لگایئے، اور اپنے لاڈلوں کو بتایئے کہ ایسی حرکتوں سے دین وایمان رخصت ہوجاتا ہے۔☆☆

حاجی بشیر احمد مرحوم علی پوری

حاجی بشیر احمد مرحوم ڈینہ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ مدرسہ دارالہدیٰ پرمٹ علی پور کی تعمیر وتوسیع کے لئے ہروقت کوشاں رہتے تھے۔ مدرسہ دارالہدیٰ اور اس کے قریب کئی ایکڑ زمین مجلس کی ملکیتی ہے۔ یہ سب سرائیکی زبان کے معروف اور سریلے خطیب جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ممبران میں سے تھے، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ ان کی مساعی جمیلہ سے پرمٹ اور مضافات کے زمینداروں نے مجلس کے لئے وقف کی۔ چوک سے متصل کئی ایک کنال پر مدرسہ قائم کیا گیا اور ڈینہ برادری کے مولانا عبدالکریمؒ اس کے انچارج بنائے گئے جو نصف صدی تک ادارہ کی تعمیر وتوسیع اور آبیاری کے لئے کوشاں رہے۔ حاجی بشیر احمدؒ ان کے مخلص ساتھی تھے مرحوم کے ایک فرزند مولانا شہزاد احمد جو جامعہ حبیب المدارس یاکی والا علی پور کے فاضل ہیں۔ جامعہ کے بانی مولانا حبیب اللہ فاضل دیوبند تھے۔ ناموافق حالات کے باوجود دن رات قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند رکھیں۔ نسل نو کے ایمان، عقائد، اعمال کی اصلاح کے لئے شب وروز مصروف عمل رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر پروفیسر مولانا محمد مکی مدظلہ ان کے جانشین بنائے گئے۔ مولانا محمد مکی مدظلہ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر ادارہ کو بھرپور ترقی دی کہ آج وہ جامعہ کی شکل اختیار کرچکا ہے۔ جس سے ہر سال دسیوں علماء کرام اور حفاظ فراغت حاصل کرتے ہیں۔ حاجی بشیر احمدؒ، مولانا عبدالکریم، مولانا محمد مکی مدظلہ کے مخلص ساتھیوں میں سے تھے ہر سال چناب نگر کی آل پاکستان سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں رفقاء سمیت شرکت فرماتے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تلاوت قرآن ان کی زندگی بھر کا معمول رہا۔ چوک کے درمیان ان کی دکان تھی، جب بھی مدرسہ میں حاضری ہوتی تو حاجی صاحب مرحوم فوراً مدرسہ میں تشریف لاتے۔ گھر کے قریب بھی ایک چھوٹی سی مسجد بنائی ہوئی تھی، جس کی دیکھ بھال، صفائی ستھرائی، اذان واقامت کا خیال رکھتے۔ تقریباً پون صدی (۷۳ سال) عمر پائی۔ تقریباً ایک سال قبل برین ہمبرج ہوا تو مسجد کی حاضری میں کمی واقع ہوگئی۔ ورنہ صحت کے زمانہ میں کوئی نماز جماعت کے بغیر نہ ہوتی۔ ۱۹؍ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۰؍اگست ۲۰۲۰ء صبح ساڑھے چھ بجے ان کا انتقال ہوا وقت کم ہونے کی وجہ سے اطلاعات نہ ہوسکیں۔ اس کے باوجود ان کے جنازہ میں سینکڑوں سے متجاوز افراد نے شرکت فرمائی اور ان کی نماز جنازہ ان کے محبوب ادارہ مدرسہ دارالہدیٰ پرمٹ میں ادا کی گئی۔ ۱۱ بجے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضرت مولانا کے علاوہ مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (راقم)، مولانا حمزہ لقمان نے مجلس کی نمائندگی کی۔ جامعہ حبیب المدارس یاکی والا کے مہتمم مولانا محمد مکی، شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم، مولانا کلیم احمد لدھیانوی سمیت درجنوں علماء وحفاظ جنازہ میں شریک ہوئے۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور مولانا شہزاد احمد سمیت تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا

غیر محرم عورتوں سے اختلاط

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بدنظری سے متعلق مرزا قادیانی کا فتویٰ:

”قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کی نگاہ سے عورتوں کو نہ دیکھو اور بجز اس کے دیکھنا حلال بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھو نہ بدنظری سے اور نہ نیک نظر سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے۔“

(کشتی نوح ص:۲۶، خزائن:۱۹ ص:۲۸،۲۹)

غیر محرم عورتوں سے جسم دبوانا:

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (بیوی مرزا قادیانی) نے ایک دن سنایا: حضرت صاحب کے ساتھ ایک ملازمہ مسماۃ بھانو رہتی تھی۔ وہ ایک رات جب خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور (مرزا قادیانی) کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دبا رہی تھی۔ اس کو پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں، وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: بھانو! آج بڑی سردی پڑ رہی ہے۔ بھانو کہنے لگی: ”جی ہاں! تدے تے تہاڈیاں لتاں لکڑی وانگر ہوئیاں نے۔“ جبھی تو آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔“

(سیرت المہدی، حصہ سوم ص:۲۱۰، روایت نمبر ۷۸۰)

کھانا کھلانے والی عورت:

”بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش نے بیان کیا مجھ کو مرزا سلطان احمد نے کہ جو عورت والد صاحب کو کھانا دینے جاتی تھی۔ وہ بعض اوقات واپس آکر کہتی تھی کہ میاں ان کو یعنی حضرت صاحب کو کیا ہوش ہے، یا کتابیں ہیں اور یہ ہیں۔“

(سیرت المہدی حصہ اول ص:۲۳۳، روایت نمبر ۲۴۳)

لیٹرین میں لوٹا رکھنے والی غیر محرم عورت:

”ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے؟ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا، جب حضرت مسیح موعود فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت کیا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا؟ جب بتلایا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا، تو آپ نے اسے بلوایا اور اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا، پھر آپ نے اس کے ہاتھ پر اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم ص:۲۴۳، روایت نمبر ۸۴۷)

خاص خدمت گار عورت:

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد کی بیوی ڈاکٹرنی کے نام سے مشہور تھی، وہ مدتوں قادیان آکر حضور کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی۔ جب وہ فوت ہوگئی تو اس کا ایک دوپٹہ یادہانی کے لئے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوا دیا۔ (تاکہ دوپٹہ کی زیارت ہوتی رہے)۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم ص:۱۲۶، روایت نمبر ۶۸۸)

غیر محرم عورت کو جھوٹا قہوہ پلا دیا:

”ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود قہوہ پی رہے تھے۔ تو حضور نے اپنا بچا ہوا قہوہ دیا اور فرمایا: زینب یہ پی لو، میں نے عرض کیا حضور یہ گرم ہے اور ہمیشہ مجھ کو اس سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے، تم پی لو کچھ نقصان نہیں ہوگا، میں نے پی لیا۔“

(سیرت المہدی حصہ سوم ص:۲۶۶، روایت نمبر ۸۹۶)

غیر محرم عورت کا مراق دور کر دیا:

”ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ نے بذریعہ تحریر

بھکر شہر میں عشرۂ ختم نبوت کے پروگرامز

بھکر شہر میں بھی متعدد پروگرام کئے گئے، ۳؍ستمبر جامع مسجد رحمانیہ بعد نماز عشاء راقم (محمد ساجد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر) کا بیان ہوا، ۴؍ستمبر بروز جمعہ جامع مسجد عزیزیہ محلہ ملکاں والا بعد نماز مغرب، مولانا حافظ حسین احمد جمعیت طلباء اسلام کا خطاب ہوا۔ ۵؍ستمبر بروز ہفتہ جامع مسجد سیّدنا فاطمۃ الزہراء، مولانا محمود الحسن فریدی کا خطاب ہوا۔ ۶؍ستمبر جامعہ صدیقیہ مولانا عبدالعزیز بعد نماز مغرب اور جامع مسجد حنظلہ میں مولانا عبدالقادر جمعیت علماء اسلام سٹی بھکر کا خطاب ہوا۔ ۷؍ستمبر جامع مسجد حفصہ محلہ عالم آباد مولانا محمود الحسن فریدی کا خطاب ہوا، جبکہ مولانا عبدالقادر نے جامع مسجد غوریوں والی میں خطاب کیا۔ ۹؍ستمبر جامع مسجد میونسپل کمیٹی میں بعد نماز ظہر مولانا عمیر کا خطاب ہوا۔

مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے، تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہیں کرسکتی تھی۔ میں حضور کی خدمت کررہی تھی کہ حضور نے خود معلوم کر کے فرمایا کہ زینب تجھ کو مراق کی بیماری ہے؟ ہم دعا کریں گے کچھ ورزش کیا کرو اور پیدل چلا کرو۔ میں نے اپنے مکان پر جانے کے لئے حضور کے مکان سے ایک میل دور تھا تانگے کی تلاش کی، مگر نہ ملا مگر مجبوراً مجھے پیدل جانا پڑا، مجھ کو یہ پیدل چلنا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی تھی، مگر خدا کی قدرت جوں جوں میں پیدل چلتی تھی، آرام معلوم ہوتا تھا۔ حتی کہ دوسرے روز میں پیدل چل کر حضور کی زیارت کے لئے آئی، تو وہ مراق کا دورہ جاتا رہا اور بالکل آرام ہوگیا۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص: ۶/۲۷۵، روایت نمبر ۹۱۷)

غیرمحرم عورت کا دل سرور سے بھر دیا:

''ڈاکٹر عبدالستار نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت کی خدمت میں رہی ہوں، گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اس طرح کی خدمت کرتی تھی بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ خدمت کرتے ہوئے گزر جاتی، مجھ کو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکان اور تکلیف نہیں ہوتی تھی، بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ ایک دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے صبح کی اذان تک مجھے ساری ساری رات خدمت کا موقع ملا، پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوتی تھی، بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔''

(سیرت المہدی حصہ سوم ص: ۳-۲۷۲، روایت نمبر ۹۱۰)

عورت کا ننگا نہانا:

''حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں گھڑے رکھے تھے، وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور بیٹھ کر ننگی نہانے لگی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے؟ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آنکلی اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی؟ تو اس نے ہنس کر جواب دیا کہ: انہیں کچھ دیندا اے'' یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے؟ مرزا کی عادت غض بصر کی تھی، جو وہ ہر وقت مشاہدہ کرتی تھی۔ اس کا اثر اس دیوانی عورت پر ایسا تھا کہ وہ خیال کرتی تھی کہ حضور کو کچھ دکھائی نہیں دیتا، اس واسطے حضور سے کسی پردے کی ضرورت نہیں۔''

(ذکر حبیب، ص: ۳۹، از مفتی صادق)

غرارہ:

آخری ایام میں حضور ایسے پاجامہ پہنا کرتے تھے، جو نیچے سے تنگ اوپر سے کھلے گاؤ دُم طرز کے اور شرعی کہلاتے تھے، لیکن شروع میں (۹۵-۱۸۹۰ء) میں نے حضور کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

(ذکر حبیب، ص: ۱۳۹، از مفتی صادق)

مرزا قادیانی کی مفعولیت:

حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔ (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۳۴، ص: ۱۲، قاضی محمد یار پلیڈر مرید مرزا قادیانی)

☆☆..........☆☆

تحفظ ختم نبوت سیمینار، لیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ کے زیر اہتمام جامع مسجد کرنال میں ۱۳/ستمبر بروز اتوار بعد نماز مغرب تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ جس سے استاذ العلماء حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء پر تفصیلی خطاب فرمایا۔ اکابرین امت کی فتنہ قادیانیت کے خلاف خدمات کو بیان فرمایا، سیمینار کی صدارت مولانا محمد حسین امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ نے کی۔ قاری عبدالشکور، ماسٹر شفیق، مولانا قاری احسان اللہ فاروقی، مولانا عبدالرحمٰن جامی مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس و مسؤل وفاق المدارس العربیہ لیہ مولانا اصغر تمیمی، قاری منور رہنما متحدہ مجلس عمل لیہ، قاری رمضان امیر جمیعت علمائے اسلام لیہ، مولانا عبدالکریم، مولانا قاری زاہد، مولانا مطلوب مدنی، محمد اسلم، مولانا اسلم نعمانی، قاری سراج، ملک حسنین جوتہ، مولانا محمد ساجد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ و دیگر علماء کرام و عوام الناس نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اکابرین مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات عالیہ کو قبولیت سے نوازے آمین۔

خبروں پر ایک نظر

سوچی سمجھی سازش کے تحت ملک میں فرقہ واریت کو ہوا دی جارہی ہے: علماء کرام

یومِ تحفظ ختم نبوت و یومِ دفاع پاکستان کی تقریب میں خطاب

بہاول پور (محمد شفیع چغتائی) یومِ تحفظ ختم نبوت و یوم دفاع پاکستان کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور پریس کلب بہاول پور کے اشتراک سے پریس کلب میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعت بھی پڑھی گئی۔ تقریب سے مہمان خصوصی مولانا مفتی محمد مظہر اسعدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزائی اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں، وہ ملک کے آئین کو تسلیم نہیں کرتے، وہ کسی عہدے کے مستحق نہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت محفوظ ہے تو ہم سب محفوظ ہیں۔ ایمان کی بدولت افواج پاکستان کی عزت ہے۔ اللہ رب العزت اس ملک کی حفاظت کرے، ہم حضرت صدیق اکبرؓ سے حضرت امیر معاویہؓ تک سب صحابہ کرامؓ کی عزت و ناموس کا تحفظ کریں گے۔ صدر پریس کلب نصیر احمد ناصر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت ہمارے ایمان کا بنیادی جزو ہے۔ پاکستان بہت بڑی نعمت ہے۔ ملک کے دفاع میں افواج کا بڑا کردار ہے۔ ممتاز قانون دان ظفر اقبال اعوان نے کہا کہ ہم سب کا ایمان ہے کہ حضرت محمد مصطفیؐ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ افواج پاکستان کی قربانیاں عظیم ہیں پوری دنیا پاکستان کی افواج سے خوف کھاتی ہے، ہندوستان، پاکستان پر حملہ نہیں کرسکتا۔ ہم جو کچھ ہیں پاکستان کی وجہ سے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبداللطیف نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ تنظیم المدارس کے راہنما مفتی محمد کاشف نے کہا کہ ۷/ستمبر تاریخ ساز دن ہے۔ سوچی سمجھی سازش کے تحت ملک میں فرقہ واریت کو ہوا دی جارہی ہے، اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ ملک میں دینی حکومت نہیں ہے، پورے ماہِ ستمبر میں ختم نبوت کے پروگرام کئے جائیں۔ ہم اپنی جانیں قربان کردیں گے مگر ناموس رسالت اور صحابہ کرامؓ کی گستاخی برداشت نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ملک کو نظام مصطفیٰ کا گہوارہ بنائے۔ اپنے حلقہ اثر میں تاجدارِ ختم نبوت کا نعرہ ضرور لگائیں۔ جماعتِ اسلامی کے امیر ڈاکٹر سیّد ذیشان اختر نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ پاکستان واحد ریاست ہے جو کلمہ کے نام پر وجود میں آئی۔ امت کا اتحاد باعث رحمت ہے۔ ۷/ستمبر یوم تجدید عہد ہے۔

قاری سیف الرحمٰن نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بہاول پور ریاست کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں قادیانیوں کو سب سے پہلے کافر قرار دیا گیا، ۷/ستمبر یوم الفتح ہے۔ قاری ذوالفقار نقشبندی نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں دس ہزار افراد نے جامِ شہادت نوش کیا۔ سیّدنا صدیق اکبرؓ کو سرعام گالیاں دی جارہی ہیں۔ صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اطہار کے خلاف کوئی گستاخی برداشت نہیں کی جائے گی۔ تقریب کے میزبان مولانا محمد اسحاق ساقی نے صحابیٔ رسول حضرت حبیب بن زیدؓ کا واقعہ بیان کیا جنہوں نے تحفظ ختم نبوت کی خاطر اپنی جان دے دی۔ مسیلمہ کذاب نے ان کی جان کے ٹکڑے کردیئے۔ ملک وملت کے تحفظ کے لئے فوجی جوانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرے۔ اس کے صدقے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

تحفظ ختم نبوت پروگرامز

سکھر (محمد عمیر گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام سکھر کی مختلف مساجد میں تحفظ ختم نبوت و شان عمر فاروقؓ کے موضوع پر مکہ مسجد سبزی مارکیٹ، الفاروق مسجد، اہلبیت مسجد، اسلامیہ کالج، طیبہ مسجد پرانا سکھر، علی المرتضیٰ مسجد شمس آباد، صدیقیہ مسجد آدم شاہ کالونی، بلال مسجد روہڑی، تقویٰ مسجد نیو پنڈ، حسین بن علی مسجد نیو پنڈ و دیگر مساجد میں پروگرامز منعقد کئے گئے، جن میں مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا مفتی محکم الدین مہر نے عقیدۂ ختم نبوت وردِ قادیانیت پر بیانات کئے اور حضرت عمر فاروقؓ و شہداء کربلا کو خراج عقیدت پیش کیا۔ پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے احباب نے بھرپور محنت کی، اللہ تعالیٰ سب کی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

تحفظ ختم نبوت کا کام شفاعت محمدی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے: علماکرام

بھارتی تاریخ کا بدترین اور ہندو متعصبانہ فیصلہ انصاف کا سراسر خون اور بدنیتی پر مبنی ہے

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، مولانا محمد عرفان نے ۳۹ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر منعقدہ ۲۲، ۲۳/اکتوبر کی تیاری کے سلسلے میں خطبات جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پورے کا پورا دین عقیدہ ختم نبوت کے اردگرد گھومتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کی جان اور پہچان ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں، اس عقیدہ پر امت مسلمہ کے تمام افراد متفق ہیں، آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب، دجال اور مفتری ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہؓ نے جام شہادت نوش کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام شفاعت محمدی کے حصول کا بہترین ذریعہ اور جنت کا آسان ترین راستہ ہے، مرزا قادیانی نے اپنی انگریزی نبوت کو چلانے کے لئے دین اسلام، پیغمبر اسلام اور مقدس ہستیوں پر رکیک حملے کیے، لیکن آپ کے عاشقوں نے ہر دور میں جھوٹے مدعیان نبوت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کا قلع قمع کیا۔ علماء کرام نے بھارتی سپریم کورٹ کی طرف سے بابری مسجد شہید کرنے والے ۳۲ انتہا پسند دہشت گردوں کو باعزت بری کرنے کے فیصلے کے خلاف سخت احتجاج کرتے ہوئے اسے بھارتی تاریخ کا بدترین وسیاہ ترین فیصلہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ہندو متعصبانہ فیصلہ انصاف کا سراسر خون اور بدنیتی پر مبنی ہے۔ بھارت میں اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں پر ہندوؤں کے مظالم جاری ہیں اور مساجد پر حملے کیے جارہے ہیں، لیکن عالمی ادارے اور انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے ہیں پاکستان کے حکمرانوں کو بھارت نے کرتارپور اور اسلام آباد میں مندر کی تعمیر کے بدلے میں بابری مسجد کی جگہ مندر بنانے اور اس کو شہید کرنے والوں کی رہائی کا تحفہ دیا ہے۔ اللہ کے گھر کو بتوں کی پوجا کے لئے استعمال کرنا، اسلام کے خلاف بہت بڑی سازش ہے۔ خطبات جمعہ میں عوام سے وعدہ لیا گیا کہ وہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ضرور شرکت کریں۔

تحفظ ختم نبوت کورس، روہڑی

روہڑی (محمد مبشر گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام مدرسہ دارالقرآن محمدیہ صالحہ پرمٹ روڈ روہڑی میں قاری عبدالناصر مکی کی زیر نگرانی دو روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ کورس کے شرکاء میں مجلس کے مبلغین مولانا محمد حسین ناصر اور مولانا ظفر اللہ سندھی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت بیان کی۔ بعدازاں مولانا محمد حسین ناصر اور ضلع سکھر کے مقامی امیر قاری جمیل احمد بندھانی اور ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی کے تفصیلی بیانات ہوئے، اس کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا مقصود احمد کھوکھر کے دو صاحبزادوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے سوال و جواب کیے۔ کورس کے اختتام پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ کورس کو کامیاب کرنے کے لئے قاری عبدالناصر مکی اور مولانا ظفر اللہ سندھی نے بھرپور محنت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

پنوعاقل شہر میں ختم نبوت پروگرام

پنوعاقل.... ۱۲/ستمبر حیدر آباد کے مبلغ مولانا توصیف احمد اور سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر کا پنوعاقل شہر میں بعد نماز عصر مدینۃ العلوم حمادیہ میں بیان ہوا کیا، جبکہ بعد نماز مغرب تا عشاء جامع مسجد بیان کرتے ہوئے حافظ عبدالغفار شیخ، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا توصیف احمد نے کہا کہ فتنوں کا دور ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم خود بھی ان فتنوں سے بچیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی بچائیں۔ ان تمام فتنوں میں سنگین ترین فتنہ قادیانیت ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالتا ہے، ان تمام پروگراموں کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کے امیر قاری عبدالقادر چاچڑ، نگرانی غلام شبیر شیخ اور انتظامات ختم نبوت پنوعاقل کے روح رواں حافظ عبدالغفار شیخ نے کیے۔ مولوی محمد حسن جتوئی، محمد زمان انڈھڑ، بشیر احمد نجار، نائب امیر پنوعاقل مولوی عبدالسبحان و دیگر احباب نے بھرپور تعاون کیا۔ اللہ پاک تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

علماء دیوبند اور قادیانی خلیفہ آمنے سامنے؟

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد!

۱۹۱۸ء کے آخر میں قادیانی اخبار الفضل قادیان کے ایڈیٹر نے مرزا محمود قادیانی گروکے ایماء پر دارالعلوم دیوبند کی قیادت کو مناظرہ اور مباہلہ کا چیلنج دیا۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا محمد احمد نانوتوی ؒ اور صدر المدرسین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری ؒ کی طرف سے دارالعلوم دیوبند کے مدرس حضرت مولانا عبدالسمیع انصاری ؒ نے اس چیلنج کو قبول کرنے کا تحریری طور پر جواب دیا۔

۲۵ر دسمبر ۱۹۱۸ء سے ۱۲ر جنوری ۱۹۲۱ء تک قریباً دو سال قادیان کے مرزا محمود اور دارالعلوم دیوبند کے علماء کرام کی طرف سے ایک دوسرے کے متعلق اشتہار شائع ہوتے رہے۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے اکابر کی طرف سے بارہ اشتہار شائع ہوئے۔ جن کی فہرست ذیل میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

عرصہ سے خیال تھا کہ ان جملہ اشتہارات پر مشتمل رسائل مل جائیں تو ان کو یکجا ''احتساب قادیانیت'' یا اب ''محاسبہ قادیانیت'' میں شائع کردیا جائے۔ یہ ایک یادگار، تاریخی سرمایہ اور سنہری دستاویز ہے۔ مگر ملتان دفتر کی لائبریری میں صرف ایک آخری اشتہار تھا۔ باقی گیارہ اشتہار نہ تھے۔ اب کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے استاذ و نائب ناظم اور مرکز التراث الاسلامی دیوبند کے سرپرست حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی بھرپور توجہ وکرم فرمائی سے ان اشتہارات میں سے آٹھ اشتہار ہمیں مہیا ہوگئے ہیں۔ لیکن اب بھی تین اشتہار نمبر ۷، ۹، ۱۱ میسر نہیں آئے۔ اگر اسلامیان وطن میں سے کسی کے پاس یہ اشتہار ہوں اور وہ ہمیں دستیاب ہو جائیں تو یہ علمی، تاریخی، معلوماتی، سنہری دستاویز شائع ہو جائے گی۔ کیا اصحاب درد، اصحاب علم ان رسائل کے مہیا کرنے میں ہماری مدد کریں گے؟ اللہ رب العزت توفیق بخشیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز! وہ فہرست یہ ہے:

فہرست بارہ اشتہارات

نمبر	نام اشتہار	مورخہ
۱	کیا قادیان کی مرکزی جماعت ہم سے مباہلہ کرے گی۔	۲۰ ربیع الاوّل ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۱۸ء
۲	مرزا محمود اور قادیانی کی مرکزی جماعت سے مناظرہ اور مباہلہ دونوں کے واسطے ہم ہر وقت تیار ہیں۔	۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۱۹ء
۳	مرزا محمود کا مستمر سکوت (الفضل قادیان کا مناظرہ سے اغماض اور جوش مباہلہ میں سکوت کے آثار)	۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۱۹ء
۴	ایڈیٹر الفضل قادیان کی مستبدانہ روش میں حضرت انگیز انقلاب اور مقتدی کا سہو امام کے ذمہ۔	۷ جمادی الاوّل ۱۳۳۷ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۱۹ء
۵	شرائط مباہلہ کے پردہ میں مباہلہ سے پہلوتہی۔	۲۳ جمادی الاوّل ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۱۹ء
۶	جماعت قادیان کا مناظرہ ومباہلہ سے انکار۔	۲۷ جمادی الثانی ۱۳۳۷ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء
۷	یہ اشتہار مطلوب ہے: اس اشتہار کی مطبوعہ تاریخ کے بارہ میں اشتہار نمبر ۸ کے پہلے صفحہ کی دوسری سطر پر لکھا ہے کہ: ''ہمارے اشتہار نمبر ۷ مطبوعہ ۲ ستمبر ۱۹۱۹ء''	
۸	جماعت قادیانی کی بے انتہا دیدہ دلیری وجسارت۔	۲۹ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۱۹ء
۹	یہ اشتہار مطلوب ہے۔ اس کی تاریخ یا عنوان کا ذکر نہیں ملا۔	
۱۰	جماعت قادیان کی مذبوحی حرکات کا دلچسپ نظارہ (علماء دیوبند کی فتح پر فتح)	۳ ربیع الاوّل ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۱۹ء
۱۱	یہ اشتہار مطلوب ہے۔ اس کا عنوان، اشتہار نمبر ۱۲ کے صفحہ نمبر ۲ پر لکھا ہے کہ: ''اشتہار نمبر ۱۱ جس کا عنوان (جماعت قادیان کی نجات کا مختصر راستہ) تھا''	
۱۲	مرزائیت کا بیخ وبن سے استیصال (جماعت کے دعوہائے مناظرہ ومباہلہ کا خاتمہ)	۲ جمادی الاوّل ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۲۱ء

نوٹ: گویا اب مذکورہ بالا بارہ اشتہارات میں سے صرف تین اشتہارات نمبر ۷، ۹، ۱۱ کی تلاش ہے۔

رابطہ کے لئے: فقیر اللہ وسایا (خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان) موبائل نمبر: 0300-7314337 وٹس ایپ نمبر: 0301-7904257

فرما گئے یہ ہادی ﷺ لا نبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد

عظیم الشان

فقید المثال

39 ویں 2 روزہ سالانہ

ختمِ نبوۃ کانفرنس

بمقام **مسلم کالونی چناب نگر**

22 23 اکتوبر 2020 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

عنوانات

- ظہورِ امام مہدی
- توحید باری تعالیٰ
- عقیدہ ختمِ نبوت
- سیرت خاتم الانبیاء
- حیاتِ سیدنا عیسیٰ
- عظمتِ صحابہ و اہلبیت
- اتحادِ امتِ محمدیہ
- پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام و مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

استاذ العلماء مخدوم العلماء عظیم مذہبی اسکالر حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب

پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حضرت مولانا حافظ **محمد ناصر الدین خان خاکوانی** صاحب

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء ولی ابن ولی حضرت مولانا خواجہ **عزیز احمد** صاحب

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ چناب نگر ضلع چنیوٹ

شعبہ نشر و اشاعت

0300-7314337
0300-4304277
0301-7972785

خطاطی و ڈیزائننگ محمد شکور عالم راہی ادارۃ الخطوط گوجرانوالہ 0300-6411525 0302-6619540